يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ؕ قُلْ لَّا
تم سے بہانے بنائیں گے ۱ جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے ۲ تم فرمانا بہانے

تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ
نہ بناؤ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ کریں گے ۳ اللہ نے ہمیں تمہاری

اَخْبَارِكُمْ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ
خبریں دے دی ہیں اور اب اللہ و رسول تمہارے کام دیکھیں گے ۴ پھر

تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
اس کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۵ جو چھپے اور ظاہر سب کو جانتا ہے وہ تمہیں جتا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا
دے گا جو کچھ تم کرتے تھے ۶ اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جب

انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ
تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے ۷ اس لئے کہ تم انکے خیال میں نہ پڑو ۸ تو ہاں تم انکا خیال

اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۫ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا
چھوڑ دو ۹ وہ تو نرے پلید ہیں ۱۰ اور انکا ٹھکانا جہنم ہے بدلہ اس کا

يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَاِنْ
جو کماتے تھے ۱۱ تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ ۱۲

تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ
تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بیشک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی

الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّ
نہ ہو گا ۱۳ گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں ۱۴ اور

اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى
اسی قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارے اس سے جاہل

ا۔ یعنی اے مسلمانوں جب تم غزوہ تبوک سے واپس مدینہ منورہ پہنچو گے تو غزوہ سے رہ جانے والے منافقین جھوٹے بہانے بنا کر تم کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس میں غیبی خبر ہے جو ہو بہو درست ہوئی۔ یہ پیچھے رہ جانے والے ۸۰ مردوں سے کچھ زیادہ تھے (روح) ۲۔ یہاں یہ نہ فرمایا کہ جب تم مدینہ لوٹ کر جاؤ گے کیونکہ بعض منافقین مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے بہانہ بنانے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے تھے (روح) ۳۔ پتہ لگا کہ بارگاہ رسالت میں اپنے متعلق کچھ عرض کرنے کی حاجت ہی نہیں' وہاں شیخی کام نہیں آتی۔ انہیں ہر شخص کی حقیقت کا پتہ ہے' وہاں شیخی نہ مارو' معافی چاہو' عذر نہ کرو' توبہ کرو' اللہ توفیق دے' یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کے پاس جا کر توبہ کرنی اچھی ہے۔ یہاں اس پر عتاب نہ ہوا۔ بلکہ جھوٹے بہانے پر عتاب فرمایا گیا۔ ۴۔ اس سے چار مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ عملی گناہ کی توبہ اچھے عمل سے ہو گی۔ صرف زبانی توبہ کافی نہیں۔ کیونکہ یہاں ارشاد ہوا' کہ آئندہ دیکھا جائے گا کہ غزوات میں شرکت کرتے ہو یا نہیں۔ جہاد سے رہ جانے کی توبہ آئندہ جہادوں میں شرکت کرنی ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ و رسول کو دکھانے کے لئے نیک اعمال کرنے ریا نہیں۔ حضور کی رضا رب کی رضا ہے۔ تیسرے یہ کہ حضور ہمارے ظاہر و باطن اعمال دیکھ رہے ہیں کیونکہ یہاں عمل میں کوئی قید نہیں فرمایا گیا کہ تمہارے سب چھپے کھلے کام اللہ رسول دیکھیں گے۔ چوتھے یہ کہ حضور کا ذکر اللہ کے ساتھ کرنا جائز ہے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ رسول نے چاہا تو یہ ہو گا۔ اللہ رسول نے ہم کو ایمان دیا۔ دولت بخشی ۵۔ قیامت میں' لہٰذا نیکی بھی کرو اور نیت بھی ٹھیک رکھو کیونکہ وہ غیب و شہادت سب کچھ جانتا ہے۔ ۶۔ پھر جتانے کے بعد سزا دے گا کافروں کی بدیاں علانیہ ظاہر فرما دے گا اور مومن کی نیکیاں' جیسا کہ دوسری آیات میں مذکور ہے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق و گمراہ زیادہ قسمیں کھا کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں۔ الحمد للہ مومنوں کو اس کی ضرورت نہیں پڑتی ۸۔ انہیں برا بھلا نہ کہو۔ ان کا نفاق آشکارا نہ کرو ۹۔ یعنی منافقوں کے ساتھ کلام' سلام' اٹھنا' بیٹھنا' کھانا' پینا میل ملاپ سب چھوڑ دو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو منافقین کے ساتھ تعلق رکھنے سے منع فرما دیا تھا' کیونکہ اب ان کی اصلاح کی امید نہ رہی تھی۔ (خزائن العرفان) خیال رہے کہ یہ اعراض رضا مندی کا نہیں بلکہ ناراضگی اور تحقیر کا اعراض ہے (روح) اس سے معلوم ہوا کہ مرتد بے دینوں سے کامل علیحدگی اختیار کرنی چاہیے ۱۰۔ کہ کسی پانی سے پاک نہیں ہو سکتے جو نگاہ مصطفوی سے پاک نہ ہوا تو اب کس سے پاک ہو گا' عارضی ناپاکی دور ہو جاتی ہے' نجاست عین کیسے جائے ۱۱۔ شان نزول یہ آیت جد بن قیس' معتب بن قشیر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی جن کے بائی کاٹ کا حکم دیا گیا تھا' یا عبداللہ بن ابی منافق کے متعلق جس نے قسم کھا کر کہا تھا کہ آئندہ جہادوں میں جایا کروں گا ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافق نیک کام بھی مخلوق کو راضی کرنے کے لئے کرتا ہے۔ مومن کا یہ کام نہیں' وہ رضا الٰہی کے لئے سب کام کرتا ہے ریا نفاق عملی ہے ۱۳۔ اس میں عام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تمہارا ان کی جھوٹی قسموں پر اعتبار کر کے راضی ہو جانا انہیں فائدہ مند نہیں' ورنہ جس سے حضور راضی ہو جاویں اس سے اللہ تعالیٰ یقیناً" راضی ہے فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اس سے معلوم ہوا کہ اگر مسلمان دھوکہ سے کافروں پر اعتماد کرے تو گنہگار نہیں۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں پر عتاب نہ فرمایا گیا ۱۴۔ معلوم ہوا کہ علم و حکمت بمقابلہ گاؤں کے شہر میں زیادہ ہوتے ہیں اور جہالت و

(بقیہ صفحہ ۳۲۱) بے عملی گاؤں میں زیادہ اہل عرب کہتے ہیں اَلْعِلْمُ فِی الْاَمْصَارِ وَالْجَھْلُ فِی الْقُرٰی علم شہروں میں ہے اور جہالت گاؤں میں' کیونکہ وہاں اہل علم کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔

ا۔ کیونکہ دیہات میں علم کی روشنی نہیں پہنچتی اور اچھی صحبت میسر نہیں ہوتی اس سے معلوم ہوا کہ اعرابی کو امام بنانا ٹھیک نہیں (روح) ۲۔ خیال رہے کہ ملک عرب میں رہنے والے کو عربی کہتے ہیں جس کی جمع عرب آتی ہے' اور جنگل میں بسنے والے دیہاتیوں کو اعرابی کہتے ہیں جس کی جمع اعراب ہے' یہاں یہ دوسرے معنی مراد ہیں

رَسُوْلِهٖؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۹۷﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ

رہیں ۱ اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور کچھ گنوار ۲ وہ ہیں کہ جو

یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّیَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآىِٕرَؕ

اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اسے تاوان سمجھیں ۳ اور تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں ہیں

عَلَیْهِمْ دَآىِٕرَةُ السَّوْءِؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۹۸﴾ وَمِنَ

انہیں پر ہے بری گردش ۴ اور اللہ سنتا جانتا ہے اور کچھ

الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَتَّخِذُ

گاؤں والے وہ ہیں جو ۵ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں ۶ اور جو خرچ کریں

مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِؕ اَلَاۤ

اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ۷ ہاں ہاں

اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْؕ سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖؕ اِنَّ

وہ ان کیلئے باعث قرب ہے اللہ جلد انہیں اپنی رحمت میں داخل کریگا ۸ بیشک

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ

اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور سب میں اگلے پہلے

الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍۙ

مہاجر و انصار ۹ اور جو بھلائی کے ساتھ انکے پیرو ہوئے ۱۰

رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ۱۱ اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں

تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًاؕ

باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں

ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ

یہی بڑی کامیابی ہے ۱۲ اور تمہارے آس پاس کے کچھ

۳۔ یعنی یہ لوگ صدقہ و خیرات اور حج میں خرچ تو کرتے ہیں مگر ٹیکس کی طرح صحیح سمجھ بوجھ کر۔ معلوم ہوا کہ وہ صدقہ قبول کے لائق ہے جو خوشدلی سے کیا جائے ۴۔ یعنی وہ یہ انتظار کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کا زور کم ہو اور وہ مغلوب ہوں۔ شان نزول۔ یہ آیت قبیلہ اسد غطفان و تمیم کے دیہاتیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ اس میں غیبی خبر دی گئی ہے کہ تم پر نہیں بلکہ ان پر گردش آئے گی اور وہ ہمیشہ مغلوب رہیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے پیاروں کا بدخواہ ذلیل و خوار رہتا ہے۔ جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہے ۵۔ اس آیت میں یا تو قبیلہ مزنیہ والے مراد ہیں' یا اسلم و غفار اور جہینہ کے لوگ' اس سے معلوم ہوا کہ اگر اللہ کا کرم شامل حال ہو تو دور والے فیض پا لیتے ہیں' ورنہ نزدیک والے بھی محروم رہتے ہیں۔ ابوجہل مکہ میں رہ کر کافر رہا اور یہ لوگ حضور سے دور رہتے ہوئے بھی مومن' متقی پرہیزگار ہوئے سبحان اللہ وہاں قرب روحانی قبول ہے ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ اور قیامت کا ماننے والا وہی ہے جو حضور پر ایمان لائے کیونکہ دوسرے گنوار بھی اللہ تعالیٰ اور قیامت کو مانتے تھے مگر انہیں منکرین میں شامل کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ تمام اعمال پر ایمان مقدم ہے' ایمان جڑ ہے اور نیک اعمال شاخیں۔ خیال رہے کہ اللہ اور قیامت کے ایمان میں تمام ایمانیات داخل ہیں۔ لہٰذا قیامت' جنت دوزخ' حشر' نشر سب ہی پر ایمان ضروری ہے جیسے ہم کہتے ہیں نماز میں الحمد پڑھنا ضروری ہے یعنی پوری سورۃ فاتحہ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ حضور کی خوشنودی کی نیت کرنی شرک نہیں بلکہ قبولیت کی دلیل ہے رب فرماتا ہے وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ یُّرْضُوْهُ صحابہ صدقات میں حضور کی رضا کی نیت کرتے تھے۔ اس میں ایصال ثواب اور فاتحہ کا ثبوت ہے یعنی نیک عمل پر عرض کرنی کہ حضور اسکے متعلق دعا فرمائیں کہ مولیٰ قبول فرما کر ان لوگوں کو ثواب دے۔ فاتحہ میں یہی کہا جاتا ہے کہ اس صدقہ وغیرہ کا ثواب فلاں کو دے۔ اب بھی چاہیے کہ

ع ۱۲

صدقہ لینے والا دینے والے کو دعا خیر دے۔ ۸۔ اس آیت میں ان کے صدقات کی قبولیت کی خبر ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صحابہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ان کی نیکیوں کی رسید عرش اعظم سے آچکی ہماری کسی نیکی کی قبولیت کی خبر نہیں۔ ۹۔ سابقین اولین یا وہ حضرات صحابہ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ یا اہل بدر' یا بیعت رضوان والے' سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علی مرتضیٰ' اس سے معلوم ہوا کہ پرانا مسلمان ہونا بھی اچھی صفت ہے اور آڑے وقت میں حضور کی خدمت کرنی بڑی فضیلت کا باعث ہے۔ ۱۰۔ یعنی قیامت تک کے تمام وہ مسلمان جو مہاجرین و انصار کی اطاعت و پیروی کرنے والے ہیں یا باقی صحابہ کرام' ان سب سے اللہ راضی ہے مگر اگلے امام ہیں اور پچھلے مقتدی ۱۱۔ اس سے تین مسئلے معلوم

(بقیہ صفحہ ۳۲۲) ہوئے ایک یہ کہ قیامت تک وہی مسلمان حق پر ہیں جو تمام مہاجرین و انصار صحابہ کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا روافض و خوارج باطل پر ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہر متقی سنی مسلمان کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ لفظ صرف صحابہ کے لئے خاص نہیں۔ تیسرے یہ کہ جب رب تعالیٰ صحابہ کے غلاموں سے راضی ہے تو خود صحابہ سے کتنا راضی ہو گا ۱۲۔ اس سے چند مسائل ثابت ہوئے ایک یہ کہ سارے صحابہ عادل ہیں' جنتی ہیں ان میں کوئی گنہگار فاسق نہیں' دوسرے یہ کہ کوئی مومن صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا کہ ان کے جنتی ہونے کا وعدہ الٰہی ہو چکا۔ تیسرے یہ کہ جو تاریخی واقعہ یا روایت ان میں سے کسی کا فسق ثابت کرے' وہ مردود ہے کہ

الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا

گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے ؎۱ ان کی خو

عَلَی النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ

ہو گئی ہے نفاق ؎۲ تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں ؎۳ جلد ہم انہیں دوبارہ

مَّرَّتَیْنِ ثُمَّ یُرَدُّوْنَ اِلٰی عَذَابٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ

عذاب کریں گے ؎۴ پھر بڑے عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور کچھ اور ہیں

اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا ؕ

جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے اور ملایا ایک کام اچھا اور دوسرا برا ؎۵

عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۰۲﴾

قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے ؎۶ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ

اے محبوب ان کے مال سے زکوٰۃ تحصیل کرو ؎۷ جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر

بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ

دو ؎۸ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو ؎۹ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے ؎۱۰

سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۰۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ

اور اللہ سنتا جانتا ہے کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ

توبہ قبول کرتا اور صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے ؎۱۱ اور یہ کہ

اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی

اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ؎۱۲ اور تم فرماؤ کام کرو اب تمہارے کام

اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی

دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول اور مسلمان ؎۱۳ اور جلد اس کی طرف پلٹو گے

کہ اس آیت کے خلاف ہے۔ صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جن میں سے بعض کے فضائل خصوصی منقول ہیں مگر کل کے لئے یہ آیت ہے جیسے حضرات انبیاء

۱۔ اگرچہ مدینہ ہر شہر کو کہتے ہیں مگر یہاں مدینہ منورہ مراد ہے کہ جب یہ لفظ بولا جاتا ہے تو یہ شہر ہی مراد ہوتا ہے۔ اس مبارک شہر کے بہت سے نام ہیں مدینہ' طیبہ' طابہ' بطحیٰ' اسے یثرب کہنا منع ہے ۲۔ یعنی مدینہ منورہ کی آس پاس کی بستیوں میں منافق بستے تھے' جیسے قبیلہ جہینہ' مزینہ' اسلم' اشجع' غفار کے منافقین (روح) ۳۔ اس میں حضور کے علم کی نفی نہیں بلکہ اظہار غضب ہے جیسے کوئی حاکم کسی مجرم کے متعلق اپنے دوست سے کہے کہ اس خبیث کو تم نہیں جانتے اسے تو میں ہی جانتا ہوں یا یہ آیت منافقین کا علم دینے سے پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۴۔ دنیا میں اور قبر میں عذاب دیں گے' پھر آخرت میں وہ دونوں عذاب آخرت کے عذاب کے اعتبار سے بہت چھوٹے ہیں۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن حضور نے کچھ منافقوں کو نام بنام پکار کر مسجد سے نکالا۔ یہ رسوائی بھی ان کا عذاب ہوئی ۵۔ یہاں برے عمل سے مراد غزوہ تبوک سے رہ جانا ہے ۶۔ شان نزول۔ یہ آیت کریمہ ان مخلص مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اس کے بعد توبہ کی اور نادم ہوئے یہاں تک کہ بعض حضرات نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے بندھوا دیا کہ جب تک حضور اپنے دست اقدس سے نہ کھولیں گے ہم نہ کھلیں گے۔ حضور نے جب یہ ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو اس وقت تک نہ کھولوں گا' جب تک رب تعالیٰ نہ کھلوائے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور نے انہیں کھولا۔ انہوں نے کھلنے کے بعد عرض کیا۔ کہ یارسول اللہ! ہمارے یہ مال ہماری اس لغزش کا سبب ہوئے۔ ہم ان مالوں کو صدقہ کرتے ہیں' آپ قبول فرمائیں اور ہمارے لئے دعا کریں ہم کو پاک فرمائیں' تب اگلی آیت نازل ہوئی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (خزائن العرفان) ۷۔ اور اپنے دست مبارک سے فقراء کو دو تاکہ تمہارے ہاتھ شریف کی برکت سے ان کے صدقات زیادہ قبول ہوں' صحابہ کرام اپنے صدقات حضور سے خیرات کراتے تھے۔ اب بھی مسلمان ایصال ثواب کے وقت پہلے حضور کی بارگاہ میں ثواب کا ہدیہ کرتے ہیں' پھر دوسروں کے لئے' یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے۔ پنجاب میں کچھ پڑھ کر کسی بزرگ سے کہتے ہیں کہ اس کا ثواب آپ کی ملک کیا آپ فلاں کو بخش دیں' یہ بھی اس آیت سے ثابت ہے بہرحال ہر مسلمان حضور کا محتاج ہے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ پاکیزگی حضور کی نگاہ کرم سے ملتی ہے۔ عبادات اس نگاہ کرم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ کیونکہ فرمایا کہ اس صدقہ کے ذریعے تم انہیں پاک کر دو یہ بھی معلوم ہوا کہ رب

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جو چھپا اور کھلا سب جانتا ہے تو وہ تمہارے کام تمہیں جتا دے گا

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ

اور کچھ موقوف رکھے گئے ہیں۱ اللہ کے حکم پر یا ان پر عذاب کرے۲ یا انکی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا

کرے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور وہ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان

ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ

پہنچانے کو۳ اور کفر کے سبب اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کو۴ اور اسکے انتظار

حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا

میں جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہے۵ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں

اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ لَا تَقُمْ

گے ہم نے تو بھلائی چاہی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ بیشک جھوٹے ہیں۶ اس مسجد میں

فِيْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ

تم کبھی کھڑے نہ ہونا۷ بیشک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی

اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا

گئی ہے۸ وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى

ہونا چاہتے ہیں۹ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۱۰ تو کیا جس نے اپنی بنیاد رکھی

تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ

اللہ سے ڈر اور اس کی رضا پر۱۱ وہ بھلا یا وہ جس نے اپنی نیو چنی ایک

عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ وَاللّٰهُ

گراؤ گڑھے کے کنارے۱۲ تو وہ اسے لے کر جہنم کی آگ میں ڈھے پڑا۱۳ اور اللہ

(بقیہ صفحہ ۳۲۳) تعالیٰ حضور کی دعا سے بندوں کو دیتا ہے۔ کیونکہ فرمایا گیا کہ ان کے لئے دعا کرو ۹۔ بعض مفسرین نے اس سے نماز جنازہ کا ثبوت دیا (روح) ۱۰۔ معلوم ہوا کہ حضور کی ذات کریمہ اور حضور کی دعا مومن کے دل کا چین ہے ۱۱۔ لہٰذا کسی بندے کو رب تعالیٰ سے ناامید نہ ہونا چاہیے۔ خیال رہے کہ مختلف جرموں کی توبہ بھی مختلف ہے۔ کفر سے توبہ یہ کہ ایمان لے آوے۔ حقوق العباد مارے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ ادا کرے یا صاحب حق سے معافی حاصل کرے۔ حقوق شرعیہ رہ گئے ہوں تو ان کی توبہ یہ ہے کہ گزشتہ کا بدلہ کرے' اگر شرائط توبہ جمع ہوں تو توبہ ضرور قبول ہوگی۔ یہ رب تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کے آستانہ پر حاضری دے کر توبہ کرنی زیادہ قبولیت کا باعث ہے دوسرے یہ کہ جو صدقہ حضور کے ہاتھ سے خیرات کرایا جاوے وہ بہت محبوب ہے صحابہ کا اس پر عمل تھا ۱۲۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی توبہ قبول نہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ قاضی اسلام اسے معافی نہیں دے سکتا۔ وہ سزا اور حد شرعی کے اعتبار سے قتل کیا جائے گا۔ لہٰذا یہ فقہی مسئلہ اس آیت کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں عند اللہ توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے' جیسے بار بار مرتد ہو جانے والے کی توبہ کا حکم ہے ۱۳۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بند کوٹھڑی میں عمل کرے' رب تعالیٰ اسے فاش کر دیتا ہے۔ (روح البیان) اسی لئے بعض اولیاء کے نیک اعمال آج تک مشہور ہیں اور لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں اگرچہ انہیں پردہ فرمائے صدیاں گزر چکیں۔ اس کے بعد بدکاروں کا حال ہے۔

۱۔ یعنی غزوہ تبوک سے رہ جانے والے کچھ لوگ وہ ہیں

۲۔ خیال رہے کہ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین گروہ تھے۔ ایک بہانہ خور منافقین دوسرے وہ مخلصین مومنین جنہوں نے فوراً توبہ کر لی۔ تیسرے وہ جنہوں نے دیر سے توبہ کی اس آیت میں تیسری جماعت مراد ہے ۲۔ کہ ان کی توبہ قبول نہ فرماوے' اس طرح کہ انہیں مقبول توبہ کی توفیق نہ دے اس سے معلوم ہوا کہ دعا کی طرح کبھی توبہ بھی دیر سے قبول ہوتی ہے اور اس دیر میں صدہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ حضرت کعب بن مالک وغیرہ کی توبہ بہت روز بعد قبول ہوئی ۳۔ مدینہ منورہ کے بعض منافقوں نے مسجد قبا شریف کے قریب اس نیت سے ایک مسجد بنائی تھی کہ مسجد قبا کی جماعت گھٹ جائے۔ نیز ان کی نیت یہ تھی کہ ابو عامر راہب فاسق جب کبھی مدینہ منورہ میں خفیہ طور پر آیا کرے تو مسلمانوں کے خلاف یہاں سازشیں کی جایا کریں اور حضور سے عرض کیا کہ ہم نے بوڑھوں بیماروں کے لئے یہ مسجد بنوائی ہے اور درخواست کی کہ آپ وہاں ایک نماز برکت کے لئے پڑھ لیں۔ حضور کو اس سے منع فرما دیا گیا اور حضور نے وہ مسجد ڈھانے کا حکم دیا۔ حسب الحکم ڈھا کر جلا دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناجائز مسجدوں میں نماز نہ پڑھنی چاہیے ۴۔ تاکہ مسجد قبا میں جمع ہو کر نماز پڑھنے والے نمازی متفرق ہو جائیں۔ کچھ اس مسجد میں آجایا کریں اور وہاں کی جماعت گھٹ جائے ۵۔ اس طرح کہ اس مسجد میں جمع ہو کر اسلام کے خلاف تدبیریں سوچا کریں۔ گویا دن کو یہ مسجد ہو اور رات کو کمیٹی گھر ۶۔ اس سے یہ مسئلہ بھی مستنبط ہو سکتا ہے کہ ایک مسجد کے قریب بلاوجہ شرعی دوسری مسجد نہ بنائی جائے کہ پہلی مسجد ویران ہو گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سازشیں کرنے کے ارادہ سے مسجد نہ بنائی جائے کہ یہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار مرتدین' منافقین کی وقف کردہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھی جائے وہ مسجدیں اسلامی مسجدیں نہیں' اور نہ انکا وقف درست ہے۔ نہ ان کا مسجدوں جیسا احترام ہو

(بقیہ صفحہ ۳۲۴) گا۔ اگر کوئی کافر مسلمان کو روپیہ کا مالک کردے پھر وہ مسلمان اپنی طرف سے اس روپیہ کی مسجد بنادے تو درست ہے کیونکہ ملکیت بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ تفسیر مدارک میں فرمایا کہ جو مسجد فخر یا ریا یا رضاالٰہی کے سوا کسی اور غرض سے یا حرام کمائی سے بنائی جائے وہ بھی مسجد ضرار کے حکم میں ہے۔ جہاں تک ممکن ہو مسجد اخلاص اور حلال کمائی سے بنائے ۸۔ اس سے مراد مسجد قبا شریف ہے جو پرانے مدینہ میں واقع ہے' نئے مدینہ سے تین میل دور۔ اس مسجد شریف کی بناء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی اور جب تک حضور وہاں قیام فرما رہے اس مسجد میں نماز پڑھتے رہے۔ پھر نئے مدینہ میں تشریف لے جانے

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ

ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۱ وہ تعمیر جو چنی ہمیشہ ان کے دلوں میں

بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاللّٰهُ

کھٹکتی رہے گی ۲ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں ۳ اور اللہ

عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

علم و حکمت والا ہے بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور

اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۗ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

جان خرید لئے ہیں ۴ اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے ۵ اللہ کی راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

میں لڑیں تو ماریں اور مریں اس کے ذمہ کرم پر سچا

فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۗ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ

وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں ۶ اور اللہ سے زیادہ قول کا

مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۗ وَذٰلِكَ

پورا کون تو خوشیاں مناؤ ۷ اپنے سودے کی جو تم نے اس سے کیا ہے اور یہی

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ

بڑی کامیابی ہے ۸ توبہ والے ۹ عبادت والے سراہنے والے

السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

روزے والے رکوع والے سجدہ والے بھلائی کے بتانے والے

وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ۗ وَبَشِّرِ

اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدیں نگاہ رکھنے والے ۱۰ اور خوشی سناؤ

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا

مسلمانوں کو نبی اور ایمان والوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کی

کے بعد ہر سنیچر کو مسجد قبا میں تشریف لاتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مسجد قبا میں نماز پڑھنے کا ثواب عمرہ کے برابر ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس مسجد سے مسجد نبوی شریف مراد ہے مگر قول اول قوی ہے۔ ۹۔ اس سے پتہ لگا کہ صالحین کی مسجد بھی دیگر مساجد سے افضل ہوتی ہے کیونکہ مسجد قبا کی برتری اس سے بیان کی گئی اس میں ستھرے لوگ ہیں ۱۰۔ شان نزول' یہ آیت کریمہ مسجد قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کے نزول پر حضور نے ان صاحبوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری طہارت کی تعریف فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اولاً ڈھیلوں سے پھر پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے۔ خزائن العرفان نے فرمایا کہ ڈھیلوں سے استنجا حضور کی سنت ہے' سرکار نے اسے کبھی نہ چھوڑا۔ اگر نجاست مقعد سے بڑھ کر بقدر درہم پھیل جائے تو پانی سے استنجا کرنا واجب ہے ورنہ سنت مستحبہ ۱۱۔ اپنے ایمان کی' یا اپنے اعمال کی یا اس مسجد شریف کی۔ اس سے مراد مسجد قبا والے انصار ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرات قرآن کریم کی گواہی سے متقی پرہیزگار ہیں' اور ان بزرگوں نے مسجد نہایت اخلاص سے بنائی۔ ان کی تعمیر قبول ہوئی۔ اب جو ان انصار کے ایمان یا تقویٰ میں شک کرے وہ اس آیت کا منکر ہے ۱۲۔ اپنے اقرار ایمان کی یا اپنے ظاہری نماز روزے کی یا اس مسجد ضرار کی۔ اس سے مراد وہ منافقین ہیں جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ ۱۳۔ سبحان اللہ کیسی پیاری تشبیہ ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مسجد ضرار اور منافقین کے سارے اعمال اس عمارت کی طرح ہیں جو دریا کے نیچے سے کاٹی ہوئی زمین پر بنا دی جاوے۔ وہ زمین مع اس عمارت کے دریا میں گر جائے۔ ایسے ہی منافقین کی مسجدیں ہیں کہ ان کی مسجد بھی دوزخ میں ہے' اور وہ خود بھی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ وہ مسجد حضور کے حکم سے گرادی گئی اور میں نے اس سے دوزخ کا دھواں نکلتے ہوئے دیکھا (روح البیان)

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کی میٹھی باتوں اور ظاہری نیکیوں کو دیکھ کر اس کے نیک ہونے کا یقین نہ کرلینا چاہیے۔ ہر چمکدار چیز سونا نہیں ہوتی ۲۔ یعنی ان منافقوں کو اس مسجد کے ڈھائے جانے کا صدمہ موت تک رہے گا۔ خواہ اپنی موت مریں یا قتل ہو کر ہلاک ہوں ۳۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان منافقوں کو اس وقت تک مسجد گرائے جانے کا صدمہ رہے گا جب تک کہ ان کے دل نفاق سے شرمندہ ہو کر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائیں۔ اور یہ لوگ مخلص مسلمان نہ ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ کفر و نفاق کا علاج ایمان و اخلاص ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اصلی بدبختی نبی کی صحبت سے بھی دور نہیں ہوتی۔ پھر اور کس چیز سے دور ہو سکتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بناء فساد کو مٹا دینا چاہیے' اگرچہ وہ اچھی شکل میں ہو۔ منافقین کی یہ عمارت اگرچہ مسجد کی شکل میں تھی مگر فساد کی جڑ تھی لہٰذا گرادی گئی لیکن اگر کسی اعلیٰ مقام میں فساد ڈال دیا گیا ہو تو وہاں سے فساد مٹاؤ' اس متبرک چیز کو

(بقیہ صفحہ ۳۲۵) نہ گراؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولی و غلام کی بیع جائز ہے کہ رب نے اپنے بندوں سے سودا فرمایا۔ شان نزول بعض انصار نے بیعت اسلام کرتے وقت عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو چاہیں اللہ کے لئے اور اپنے لئے شرط لگالیں' ہم اس پر کار بند رہیں گے تو حضور نے فرمایا کہ اللہ کے لئے تو یہ شرط ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو' اور میرے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہ کرو وہ میرے لئے بھی پسند نہ کرو تو انہوں نے پوچھا کہ ان شرطوں کے پورا کرنے پر ہم کو کیا ملے گا' تو فرمایا جنت۔ تو عرض کیا۔ یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے' اس پر یہ آیت کریمہ اتری (روح البیان) ۵۔ لہذا ہر مومن کو جہاد پر آمادہ رہنا چاہیے

لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

بخشش چاہیں لہ اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں ٹہ جب کہ انہیں کھل چکا

لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ

کہ وہ دوزخی ہیں ٹہ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا

لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ

وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدہ کے سبب ٹہ جو اس سے کر چکا تھا ٹہ پھر جب ابراہیم کو

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے ٹہ اس سے تنکا توڑ دیا ٹہ بیشک ابراہیم ضرور آہیں کرنے والا متحمل ہے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى

ٹہ اور اللہ کی شان نہیں کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ فرمائے ٹہ جب تک انہیں

يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ

صاف نہ بتا دے کہ کس چیز سے انہیں بچنا ہے ٹہ بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے بیشک اللہ

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمہارا

دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى

کوئی والی اور نہ مدد گار ٹہ بیشک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان

النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ

غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی

سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ

گھڑی میں ان کا ساتھ دیا ٹہ بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر

مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

جائیں ٹہ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا ٹہ بیشک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے ٹہ

تا کہ جنت کا مستحق ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن مجاہد آج بھی جنت کا مالک ہے قیامت کے بعد اس پر قبضہ کرے گا ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین موسوی اور دین عیسوی میں بھی جہاد کا حکم تھا اور تمام مجاہدین سے یہ وعدہ کیا گیا تھا ۷۔ اور اگر جہاد کا موقع مل جائے تو خوشی خوشی ایسے جاؤ جیسے دولہا اپنی برات میں جاتا ہے۔ حضرت ضرار بن ازدر بغیر زرہ پہنے شوق شہادت میں جہاد کرتے تھے۔ اب بھی بعض مسلمان غسل کر کے کپڑے بدل کر' عطر مل کر عید کی سی خوشیاں مناتے ہوئے جہاد میں جاتے ہیں۔ یہ اس ہی آیت پر عمل ہے ۸۔ اس سے بڑھ کر کیا کامیابی ہو سکتی ہے' کہ رب ہمارا خریدار بن جائے اور ہم سے وہ جان خریدے جو اس کی ہی دی ہوئی ہے' خود ہی عطا فرما دے' خود ہی خریدے' معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر خوشی منانا اچھا ہے ۹۔ یعنی یہ لوگ بھی جنت کے حقدار ہیں۔ اگر کسی مومن کو جہاد نصیب نہ ہو تو یہ عبادات کرے (روح) اس ترتیب سے معلوم ہوا کہ توبہ تمام عبادات پر مقدم ہے۔ ۱۰۔ مذکورہ بالا نیک اعمال مومن مخلصین کی علامات ہیں۔ مومن کے لئے خود نیک ہونا کافی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنانے کے لئے کوشش کرنی ضروری ہے اور تبلیغ صرف علماء ہی پر لازم نہیں بلکہ ہر مسلمان پر ضروری ہے جیسا کہ وَالنَّاهُوْنَ سے معلوم ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مومن کو ہر قسم کے نیک عمل کرنے چاہئیں اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے بچنا ضروری ہے جیسا کہ والحافظون' سے معلوم ہوا۔ کبھی ایک قطرہ پانی جان بچا لیتا ہے۔ اور کبھی ایک چھوٹی چنگاری گھر جلا دیتی ہے۔ کوئی نیکی چھوٹی سمجھ کر چھوڑ نہ دو اور کوئی گناہ چھوٹا سمجھ کر نہ کر لو۔

۱۱۔ شان نزول۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کی وفات کے وقت جب انہوں نے کلمہ طیبہ زبان سے ادا نہ کیا تو فرمایا چچا میں تمہارے لئے دعا مغفرت کروں گا جب تک کہ مجھے منع نہ کر دیا جائے تب یہ آیت اتری۔ ابوطالب کی وفات نبوت کے دسویں سال یعنی ہجرت سے تین سال پہلے ہوئی بعض مومنین نے حضور سے اجازت چاہی کہ اپنے کافر باپ دادوں کے لئے دعا مغفرت کریں' تب یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا کی قبر انور کی زیارت کی اجازت چاہی جو دے دی گئی مگر جب دعا مغفرت کی اجازت چاہی تو منع فرما دیا گیا اور یہ آیت اتری یہ تیسرا قول محض غلط ہے۔ حضور کی والدہ مومنہ تھیں۔ اگر کافرہ ہوتیں تو ان کی قبر کی اجازت نہ دی جاتی۔ دعا مغفرت سے اس لئے منع کیا گیا کہ وہ بالکل بے گناہ تھیں۔ مغفرت گنہگار کے لئے مانگی جاتی ہے۔ اسی لئے بچہ کے جنازہ پر اس کے لئے دعا مغفرت نہیں کی جاتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ مولا میری اولاد میں ایک مسلم جماعت رکھ' اور اس مسلم جماعت میں نبی آخر الزمان پیدا فرما۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مشرک کافر کو مرحوم۔ رحمۃ

باقی صفحہ ۳۲۷ پر

وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ

اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے 1 یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع

عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

ہو کر ان پر تنگ ہو گئی 2 اور وہ اپنی جان سے تنگ آئے 3

وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ

اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول

لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کی کہ تائب رہیں بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے اے ایمان والو اللہ

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ

سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو 4 مدینہ والوں 5

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ

اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا 6

يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ

کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں 7 اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان

عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ

پیاری سمجھیں 8 یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں

وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ

پہنچتی ہے 9 اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو

الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ

غیظ آئے 10 اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں 11 اس سب کے بدلے ان کے لئے

عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾

نیک عمل لکھا جاتا ہے 12 بے شک اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا 13

۱۔ یہ تین حضرات حضرت کعب بن مالک ہلال بن امیہ مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ غزوہ تبوک میں حاضر نہ ہوئے اور حضور کے واپس تشریف لانے پر ان حضرات نے منافقوں کی طرح کوئی بہانہ نہ بنایا' بلکہ اپنے قصور کا اقرار کر لیا۔ حضور نے ان کے مکمل بائی کاٹ کا حکم دے دیا کہ کوئی مسلمان ان سے کلام و سلام نہ کرے' ان کے سلام کا جواب نہ دے' حتیٰ کہ یہ حضرات اپنی بیویوں کے پاس بھی نہ جا سکتے تھے۔ اس حکم کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کوئی پہچانتا ہی نہیں پچاس راتیں ان پر اسی حالت میں گزریں۔ پھر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس آیت میں یہ ہی ذکر ہے۔ ۲۔ اور انہیں مدینہ کی وسیع زمین میں ایسی جگہ نہ ملی جہاں وہ ایک ساعت کے لئے آرام کریں ۳۔ کیونکہ انہیں اے محبوب آپ کے ناراض ہونے کا صدمہ ہے' اور پھر کوئی بات پوچھنے والا نہیں' جسے اپنے غم کی کہانی سنائیں۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ خطار کار بندے کے لئے بائیکاٹ بہترین اصلاح ہے' رب نے حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب فرمایا تو ان سے کلام بند کر دیا۔ ہمارے حضور نے ایک دفعہ اپنی ازواج پاک سے چند روز کے لئے بے تعلقی رکھی ہم کو بھی حکم ہے کہ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ اپنی بیویوں کی اصلاح کے لئے کچھ روز ان سے بے تعلق ہو جاؤ۔ دوسرے یہ کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ کا مالک بنایا ہے کہ جو جس کے لئے چاہیں حرام یا حلال فرمائیں۔ سلام کا جواب دینا فرض ہے' مگر بائی کاٹ کے زمانہ میں حضرت کعب کے سلام کا جواب دینا حرام ہو گیا' حضرت کعب کی بیوی باوجود نکاح قائم رہنے کے ان پر حرام ہو گئی۔ تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں رہنا عبادت ہے' مگر جب کہ مدینہ والا محبوب راضی ہو۔ مسلمانوں کو غزوہ تبوک کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں رہنا جرم اور میدان تبوک پہنچ جانا فرض ہو گیا۔ اگر وہ راضی ہوں تو ہمارے سینہ کو مدینہ بنا دیں۔ ناراض ہوں تو مدینہ کی زمین بھی ہمارے لئے مدینہ نہ رہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ ۴۔ معلوم ہوا کہ جس فرقہ میں اولیاء اللہ ہیں وہی برحق ہے کہ یہ صادقین کا فرقہ ہے۔ اس ہی شاخ میں پھل پھول لگتے ہیں جس کا تعلق جڑ سے قائم ہو' وہ فرقہ صرف اہلسنت و الجماعت ہے۔ دیکھو بنی اسرائیل میں ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے مگر جب سے ان کا دین منسوخ ہو گیا' ولایت بند ہو گئی۔ لہٰذا ہمیشہ سچوں کے ساتھ رہو اور اس فرقے میں رہو جس میں سچے لوگ ہوں ۵۔ مدینہ والوں سے مراد وہ تمام حضرات ہیں جو مدینہ منورہ میں رہتے ہوں خواہ مہاجر ہوں یا انصار' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں کو بھی مدینہ والوں ہی میں شمار فرماتا ہے۔ جو وہاں ایمان و اخلاص کے ساتھ باہر سے پہنچ جاویں دوسرے یہ کہ غریب آدمی حج اسلام کرے تو ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ مکہ معظمہ پہنچ جانے والا مسلمان وہاں کا باشندہ مانا جاتا ہے اور مکہ والے پر حج فرض ہونے کے لئے غنا شرط نہیں ۶۔ یعنی غزوہ تبوک میں مدینہ منورہ کے تمام باشندوں مہاجر انصار پر فرض تھا کہ غزوہ تبوک میں حضور کے ساتھ سفر کریں ۷۔ بغیر شرعی مجبوری کے۔ یہ مجبوری یا تو بڑھاپا۔ بیماری' لڑکپن ہے یا خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کہ تم مدینہ ہی میں ہماری نیابت میں رہو جیسے جنگ بدر سے حضرت عثمان کی غیر حاضری اور غزوہ تبوک سے علی مرتضیٰ کی غیر حاضری رضی اللہ عنہما اس قید کو اس آیت کے اگلے جزو میں بیان فرمایا جا رہا ہے ۸۔ بلکہ ان پر فرض تھا کہ حضور پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ جیسے پروانہ شمع پر ۹۔ جہاد' روزہ' حج' سفر طلب علم سب ہی اللہ کی راہ میں داخل ہیں مگر یہاں جہاد مراد ہے جیسا کہ موقعہ سے معلوم ہو رہا ہے ۱۰۔ یعنی

(بقیہ صفحہ ۳۲۷) کفار کی زمین میں فاتحانہ قدم رکھیں جس سے ان کے دل جلیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جیسے اللہ کے دوستوں کو راضی کرنا عبادت ہے ایسے ہی اللہ کے دشمنوں کو جلانا بھی عبادت ہے۔ ۱۱۔ اس میں کفار کو قتل کرنا' انہیں زخمی کرنا انہیں قید کرنا۔ انکے مال غنیمت میں لینا سب شامل ہیں اور یہ سب عبادت ہیں۔ ۱۲۔ معلوم ہوا کہ مجاہد غازی کا ہر کام عبادت ہے جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے' اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ سفر حج اور سفر طلب علم کو بھی یہ درجات عطا کرے کیونکہ یہ سارے سفر فی سبیل اللہ ہیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد بڑی نیکی ہے' اور جہاد کرنے والا محسن خیال رہے کہ جہاد مومن کے لئے بھی بھلائی ہے اور کافر کے لئے بھی

وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو

يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ

نالا طے کرتے ہیں سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے

اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ

بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا

لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ

کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک

طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِى الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ

جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو

اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ

والو جہاد کرو ان کافروں سے جو تمہارے قریب ہیں

وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۗ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ

اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ

ساتھ ہے اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی

يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ

کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی تو وہ جو ایمان والے ہیں

اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں

۱۔ چھوٹا خرچ حضرت علی کا تھا کہ آپ نے کچھ کھجوریں غزوہ تبوک میں خیرات فرمائیں اور بڑا خرچ حضرت عثمان کا تھا کہ آپ نے نو سو اونٹ اس غزوہ میں خیرات دیئے۔

۲۔ خواہ اپنے ملک میں یا دشمن کے ملک میں۔ یعنی غازی کا پورا سفر عبادت ہے بلکہ اس کی ہر جنبش عبادت الٰہی میں داخل ہے ۳۔ اس طرح کہ تمام مسلمان جہاد یا طلب علم کے سفر میں چلے جاویں اور وطن خالی چھوڑ جاویں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عموماً" جہاد اور مکمل علم دین سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ ۴۔ اور ایک جماعت گھر میں رہے معلوم ہوا کہ اگر بستی میں ایک شخص بھی مکمل عالم دین ہو جائے تو سب کا فرض ادا ہوگیا ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم دینیہ میں علم فقہ سب سے افضل ہے۔ آج کل لوگوں نے اس سے لاپرواہی کر دی ہے اور قرآن کے سچے جھوٹے ترجموں کے پیچھے پڑ گئے۔ رب فرماتا ہے جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر عطا کی گئی۔ اور بقدر ضرورت فقہ سیکھنا فرض عین ہے لہٰذا روزے' نماز' پاکی' پلیدی کے احکام سیکھنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے کہ یہ عبادات سب پر فرض ہیں اور تاجر پر تجارت کے مسائل' ملازم پر نوکری کے مسائل سیکھنا فرض' امام شافعی فرماتے ہیں کہ علم دین سیکھنا نفل' نماز سے افضل ہے (خزائن) ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مکمل علم دین سیکھنا عین فرض نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مجتہد یا غیر عالم کو مجتہد یا عالم کی تقلید کرنی چاہیے۔ تیسرے یہ کہ دینی چیزوں میں ایک کی خبر معتبر ہے کیونکہ ایک عالم کے بتائے ہوئے مسائل مسلمانوں کو ماننے چاہئیں ۷۔ سب سے پہلے اپنے نفس امارہ سے جہاد کرنا چاہیے کہ سب سے قریب تر کافر یہ ہے پھر دوسرے کفار سے' صوفیاء کرام قریبی کافر سے یہی مراد لیتے ہیں۔ علماء کے نزدیک یہ ہے کہ جہاد ترتیب وار کرو جیسا حضور نے کیا ۸۔ اس آیت سے تمام نرمی کی آیات منسوخ ہیں' اس آیت میں ہر قسم کی مضبوطی و سختی داخل ہے۔ یعنی اپنے دل مضبوط رکھو اور مصیبت میں گھبرا نہ جاؤ۔ اپنے پاس سامان جہاد اعلیٰ درجہ کا بقدر طاقت رکھو۔ کفار سے گفتگو نہایت بہادرانہ کرو۔ بدلے کا موقع آئے تو ایسا بدلہ لو جو انہیں یاد رہے۔ اگر مناظرہ کرنا پڑے تو بھی نہایت مضبوطی سے کرو۔ صرف زیادہ تعداد کافی نہیں کسی نے اسکندر سے کہا کہ دارا کی فوج دس لاکھ ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ قصائی بکروں کی زیادہ بھیڑ سے نہیں گھبراتا۔ ۹۔ یعنی جہاد میں تقویٰ اختیار کرو کہ یہ مومن کا بڑا ہتھیار ہے ۱۰۔ یعنی منافقین میں سے بعض بعض سے بطور دل لگی یہ سوال کرتے ہیں۔ ان کا مقصود اس آیت کا مذاق اڑانا ہے وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا ۱۱۔ یا تو اس زیادتی سے زیادتی کیفیت مراد ہے یا مومن کی زیادتی کہ جو سورۃ اترتی جاتی ہے وہ لوگ اس پر ایمان لاتے جاتے ہیں۔ یہ فرق ایمان تفصیلی میں ہے۔ ایمان اجمالی سب کا یکساں ہے۔ ۱۲۔ یعنی آیات قرآنیہ کے

(بقیہ صفحہ ۳۲۸) اترنے پر خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ ان میں بشارت وغیرہ پاتے ہیں' ہمارے ہاں جب بچہ سورہ اقرأ شروع کرتا ہے تو خوب خیرات کرتے ہیں۔ یہ بھی آیات پر خوشی منانے کی ایک قسم ہے

ا۔ معلوم ہوا کہ جس دل میں حضور سے محبت نہ ہو' اس میں قرآن و حدیث سے کفر ہی پیدا ہو گا۔ قرآن رحمت کا پانی ہے۔ پانی سے اندرونی بیج ہی اگتا ہے۔ پانی بیج کو بدل نہیں سکتا۔ نیز بارش کا پانی پڑنے سے گندی نالی کی گندگی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ پہلے تو ان آیات کے منکر تھے جو اس وقت تک نازل ہو چکی

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا

اور جن کے دلوں میں آزار ہے لے انہیں اور پلیدی پر پلیدی

اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۲۵ اَوَلَا يَرَوْنَ

بڑھائی ۲ اور وہ کفر ہی پر مر گئے ۳ کیا انہیں نہیں سوجھتا

اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ

کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں ۴

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝۱۲۶ وَاِذَا مَآ

پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ نصیحت مانتے ہیں اور جب کوئی

اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ

سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے ۵ کہ کوئی تمہیں

مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

دیکھتا تو نہیں پھر پلٹ جاتے ہیں اللہ نے انکے دل پلٹ دیئے

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝۱۲۷ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں ۶ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

سے وہ رسول ۷ جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے ۸

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۲۸ فَاِنْ

تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے ۹ مسلمانوں پر کمال مہربان پھر اگر

تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ

وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے ۱۰ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں

تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝۱۲۹

نے اس پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے ۱۱

رکوع ۱۶ ۵

تھیں' اس آیت کے اترنے پر اس کے بھی منکر ہوئے روح البیان نے فرمایا کہ رجس اور نجس میں فرق یہ ہے کہ اکثر نجس طبعی نجاست پر بولا جاتا ہے اور رجس عقلی خباثت پر' لہٰذا بعض چیزیں رجس بھی ہیں نجس بھی اور بعض رجس ہیں نجس نہیں اور بعض اس کے برعکس ۳۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں نبی سے عداوت ہو اسے توبہ کی توفیق بہت کم ملتی ہے' اکثر اس کا خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ محفوظ رکھے ۴۔ بیماریوں اور قحط سالیوں اور مصیبتوں سے' اس سے معلوم ہوا کہ مومن ہر مصیبت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسے اپنے گناہ کا نتیجہ یا آزمائش سمجھتا ہے' کافر کی نگاہ صرف موسم کی خرابیوں اور دنیاوی اسباب پر ہوتی ہے ۵۔ یعنی آنکھوں اور نگاہوں سے اس سورت کا انکار کرتا ہے یا مذاق اڑاتا ہے' یا اس مجلس سے نکل بھاگنے کے راستے اور موقعہ کی تلاش کے لئے اشارے بازیاں کرتا ہے' دوسرے معنی زیادہ قوی ہیں' اس سے معلوم ہوا کہ مجلس ذکر سے بھاگنے کی کوشش کرنی ان مجالس سے نفرت کرنی منافقوں کا طریقہ ہے۔ ۶۔ معلوم ہوا کہ جو حضور کے آستانے سے نکلا وہ رب کے دروازے سے نکالا گیا۔ اس کے برعکس جو حضور کا ہوا وہ اللہ کا ہوا ے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ بعض تخی بلا کر دیتے ہیں بعض آ کر جیسے کنواں اور بادل' حضور آ کر دینے والے داتا ہیں جیسا کہ جآءَ سے معلوم ہوا۔ دوسرے یہ کہ حضور ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں جیسا کہ' کم جمع سے معلوم ہوا۔ تیسرے یہ کہ حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں جیسے کہ رسول کے اطلاق سے معلوم ہوا۔ چوتھے یہ کہ حضور نہایت شاندار نبی ہیں جیسے کہ رسول کی تنوین سے معلوم ہوا۔ پانچویں یہ کہ حضور کو اپنی امت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ اَنْفُسِكُمْ سے معلوم ہوا۔ اسی لئے آگے ارشاد ہوا عَزِيْزٌ عَلَيْهِ چھٹے یہ کہ حضور اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف اور اس کے مظہر ہیں کیونکہ اللہ بھی رؤف رحیم ہے اور حضور کو بھی رؤف رحیم فرمایا گیا ہے' ساتویں یہ کہ حضور کی رحمت سارے جہان کے لئے ہے مگر رافت صرف مسلمانوں کے لئے۔ خیال رہے کہ اگر عزیز پر وقف کیا جائے تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ مسلمانوں کو جانوں سے زیادہ عزیز اور پیارے ہیں' ان کے ذمہ کرم پر تمہارے تمام گناہ ہیں' یہ معنی روح البیان نے ارشاد فرمائے۔ بعض قرأت میں اَنْفَسِكُمْ کی ف پر زبر ہے جس کے معنی ہیں کہ حضور نفیس ترین جماعت میں تشریف لائے کہ عربی' قریشی' مطلبی' ہاشمی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم' اور آپ کے تمام آباء و اجداد مومن ہیں' نیز ان کی امت تمام امتوں سے افضل' ان کے ماں باپ تمام نبیوں کے ماں باپ سے افضل' ان کا مدینہ منورہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل غرضیکہ افضلیت اور نفاست ان کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ خیال رہے کہ حضور کی ولادت مکہ میں ہے

(بقیہ صفحہ ۳۲۹) رہائش مدینہ میں مگر تشریف آوری ہر مسلمان کے سینہ میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر چمکتا ہے سارے جہان پر پھر جیسے سورج کا عام فیض یعنی روشنی تو ہر جگہ ہے مگر خاص فیوض خاص جگہ چنانچہ وہ کھیتوں میں دانہ پکاتا ہے چمن میں پھول کھلاتا ہے باغوں میں پھل پکاتا ہے' بدخشاں کے پہاڑوں میں لعل و یا قوت بناتا ہے ایسے ہی حضور کا عام فیض یعنی تبلیغ ہر ایک کو پہنچا مگر ایمان صرف مومنوں کو ملا۔ عرفان عام اولیاء اللہ کو قطبیت اور غوثیت کا جام خاص اولیا کو صحابیت مخصوص جماعت کو۔ حضور کی وفات سے حضور کی ولادت یعنی ظہور ختم ہوا تشریف آوری ختم نہ ہوئی۔ آپ ہمیشہ کے لئے آگئے جیسے سورج کے غروب سے اس کا ظہور ختم ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے دکھ درد سے خبردار ہیں کیونکہ ہماری تکلیف کی خبر کے بغیر قلب مبارک پر گرانی نہیں آسکتی۔ جیسے حضور کی رسالت ہر وقت ہے ایسے ہی آپ کی خبرداری ہر ساعت ۹۔ یعنی اور لوگ تو اپنی اور اپنی اولاد کی خیر کے حریص ہوتے ہیں مگر یہ رسول رحمت اپنی امت کی خیر پر حریص ہیں ۱۰۔ نبی پاک اللہ کی بے نیازی کے مظہر اتم ہیں ۱۱۔ ان ساری آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور کا میلاد شریف ارشاد فرمایا ان کی تشریف آوری اور ان کے فضائل۔ معلوم ہوا کہ حضور کا میلاد پڑھنا سنت الٰہیہ ہے گزشتہ نبیوں نے بھی ان کا میلاد شریف پڑھا۔ لہٰذا میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

ایاتها ۱۰۹ | سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۵۱ | ركوعاتها ۱۱

سورۃ یونس مکی ہے اس میں گیارہ رکوع ایک سو نو آیات اور ایک ہزار آٹھ سو تیس کلمے ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱ اَكَانَ لِلنَّاسِ

یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں ۱ کیا لوگوں کو اس کا

عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ

اچنبا ہوا ۲ کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر

النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ

سناؤ ۳ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے

صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا

پاس سچ ۴ کا مقام ہے ۵ کافر بولے بیشک یہ تو

لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ

کھلا جادوگر ہے ۶ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

آسمان ۷ اور زمین چھ دن میں بنائے ۸ پھر عرش پر استویٰ فرمایا ۹

عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا

جیسا اس کی شان کے لائق ہے کام کی تدبیر فرماتا ہے ۱۰ کوئی سفارشی نہیں مگر

مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ

اس کی اجازت کے بعد ۱۱ یہ ہے اللہ تمہارا رب تو اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ

تو کیا تم دھیان نہیں کرتے ۱۲ اسی کی طرف تم سب کو پھرنا ہے ۱۳ اللہ کا

۱۔ حکمت والی کتاب سے مراد قرآن شریف ہے یا لوح محفوظ یعنی جو آیات حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سناتے ہیں وہ نہ جادو ہیں نہ شعر نہ کہانت بلکہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی آیات ہیں یا یہ قرآن شریف کے اجزاء ہیں جس کے ہر کلمے میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔ اس کا کوئی حکم بیکار نہیں۔ ۲۔ جب حضور نے باذن الٰہی اعلان نبوت فرمایا تو مشرکین مکہ بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبوت جیسا عہدہ ایک انسان کو ملے' اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن و روح) ان بے وقوفوں نے لکڑی' پتھروں کو تو خدا مان لیا مگر حضور کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور کا ڈرانا عام انسانوں کو ہے مگر بشارت صرف مومنوں کو ہے' دوسرے یہ کہ حضور تمام اولین و آخرین کے نبی ہیں ۴۔ قدم سے مراد قدم کی جگہ ہے یعنی مقام مطلب یہ ہے کہ قیامت میں سب ہی رب کے حضور کھڑے ہوں گے مگر کافر و مومن کے مقام میں فرق ہو گا قدم صدق سے مراد یا اللہ کی رحمت ہے یا حضور کی شفاعت' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر شفاعت سے فرمائی ہے (روح) مومن کو یہ دونوں چیزیں نصیب ہوں گی ۵۔ کفار کے اس قول میں ان کے اپنے عجز اور حضور کی عظمت کا اقرار ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مافوق العادت چیزیں دیکھتے تھے یعنی معجزات' تو اسے جادو کہتے تھے ۶۔ یعنی تعجب ہے کہ تم بشر کے نبی ہونے کا تو انکار کرتے ہو' مگر لکڑی' پتھر کو خدا مان لیتے ہو' حالانکہ خدا وہ ہے جو سب کا خالق ہو' سب سے پہلے ہو اور یہ چیزیں مخلوق ہیں۔ تمہارے بس میں ہیں اَلسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد عالم اجسام یعنی ملک ہے ۷۔ یہاں یوم سے مراد وقت ہے جیسے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ میں کیونکہ دن رات صبح و شام تو سورج سے حاصل ہوتے ہیں مگر وقت اس پر موقوف نہیں' زمانہ اگرچہ حادث ہے' مگر سورج وغیرہ سے پہلے ہے۔ رب نے چھ وقتوں میں اس لئے آسمان زمین بنائے تا کہ بندوں کو تعلیم ہو کہ کاموں میں جلدی نہ کیا کریں۔ توبہ' ادائے قرض' لڑکی کا نکاح' میت کا دفن' ان میں جلدی چاہیے باقی کام اطمینان سے کرنے چاہئیں۔ نیز یہاں وقت پیدائش کا ذکر ہے اور فیکون میں طریقہ پیدائش کا۔ یعنی رب نے چھ دن میں بنائے مگر کن فرما کر

(بقیہ صفحہ ۳۳۰) اسے ڈھالنے کو نئے پیٹنے کی ضرورت نہیں ۸۔ یعنی عرش میں احکام تکوینیہ نافذ فرمائے کہ وہاں سے عالم پر احکام جاری ہوتے ہیں جیسے دارالخلافہ سے قوانین بن کر ملک میں جاری ہوتے ہیں ۹۔ یہاں تدبیر امر رب تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور دوسری جگہ فرشتوں کے متعلق ارشاد ہوا۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا لیکن ان آیتوں میں تعارض نہیں' رب تعالیٰ احکام نافذ کرتا ہے' اور فرشتے ان احکام کو جاری کرتے ہیں۔ لہٰذا حقیقۃً مدبر امر رب تعالیٰ ہے اور اس کی عطا سے فرشتے ۱۰۔ اس میں بتوں کی شفاعت کا انکار ہے' اور انبیاء' و اولیاء علماء' صالحین کی شفاعت کا اعلان ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں حضور کو شفاعت کا اذن دے چکا ہے' فرماتا ہے وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ۔ قیامت میں حضور کا سجدہ فرمانا عرض معروض کرنے کی اجازت کے لئے ہو گا۔ نہ کہ شفاعت کا استحقاق حاصل کرنے کو ۱۱۔ یعنی رب تو وہ شان والا ہے جس کی بارگاہ میں اس کی اجازت سے انبیاء و اولیاء شفیع ہیں۔ رب کی عظمت شفاعت کرنے والوں کی عظمت سے معلوم کرو۔

اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ

سچا وعدہ لہ بیشک وہ پہلی بار بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ

کہ ان کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے انصاف کا صلہ دے اور کافروں

كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ

کے لئے پینے کو کھولتا پانی اور دردناک عذاب بدلہ

بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ

ان کے کفر کا وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا

ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ

بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں کہ تم برسوں

السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ

کی گنتی اور حساب جانو اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق

يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵ اِنَّ فِي اخْتِلَافِ

نشانیاں مفصل بیان فرماتا ہے علم والوں کیلئے بیشک رات اور دن کا

الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

بدلتا آنا اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝۶ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ

ان میں نشانیاں ہیں ڈر والوں کیلئے بیشک وہ جو ہمارے ملنے کی امید

لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا

نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پسند کر بیٹھے اور اس پر مطمئن ہو گئے

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝۷ اُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىهُمُ

اور وہ جو ہماری آیتوں سے غفلت کرتے ہیں ان لوگوں کا ٹھکانا

۱۔ چونکہ قیامت کا اصل مقصود نیکیوں کی جزا دینا ہے' اس لئے اس کو وعدے سے تعبیر کیا۔ خطرناک چیز سے ڈرانے کا نام وعید ہے ۲۔ خیال رہے کہ عدل تو کافر و مومن سب کے ساتھ ہو گا۔ مگر مومن کو عدل کے علاوہ فضل بھی ملے گا۔ جنت کا داخلہ' وہاں کی نعمتیں عدل سے ہیں مگر دیدار الٰہی محض فضل سے۔ نیز مومن کے عدل میں بھی فضل شامل ہے ۳۔ یعنی نیکوں نے دنیا میں انصاف کیا کہ رب کی اطاعت کی۔ اس کا بدلہ انہیں ملے گا یا اللہ تعالیٰ انہیں انصاف سے بدلہ دے گا۔ نہ ان کے ثواب میں کمی کرے نہ عذاب میں زیادتی۔ یہ انصاف رحمت کے خلاف نہیں' ظلم کے خلاف ہے ۴۔ اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ کھولتا ہوا پانی' کچ لہو' دردناک عذاب صرف کفر کی سزا ہے۔ فاسق مسلمان اس سے محفوظ رہیں گے ۵۔ اس سے اشارۃً فرمایا گیا کہ کافروں کے ناسمجھ بچے جو فوت ہو گئے ہوں' انہیں عذاب نہ ہو گا کیونکہ انہوں نے کفر نہیں کیا ۶۔ یہاں ضیاء سے مراد جلال والی گرم روشنی ہے' اور نور سے مراد جمال والی ٹھنڈی روشنی' یا ضیاء سے مراد ذاتی روشنی ہے اور نور سے مراد دوسرے سے حاصل کی ہوئی روشنی۔ چاند سورج سے نور لیتا ہے یا ضیاء سے مراد ایسی تیز روشنی ہے جو تمام چراغوں کو بجھا دے نور سے مراد ہلکی خوشگوار روشنی ہے۔ جو چراغ نہ بجھائے ۷۔ سورج کے لئے بارہ برج' منزلیں مقرر کیں۔ حمل' ثور' جوزا' ربیع کے لئے سرطان' اسد' سنبلہ' گرمی کے لئے میزان۔ عقرب' قوس' خریف کے لئے جدی' دلو' حوت' سردی کے لئے۔ اور چاند کے لئے اٹھائیس منزلیں۔ ہر برج کی ۲ ۱/۳ منزلیں۔ سورج یہ بارہ برج ایک سال میں طے کرتا ہے' اور چاند انتیس یا تیس دن میں یہ اٹھائیس منزلیں طے کرتا ہے۔ ۸۔ موسم' کھیت کی پیداوار وغیرہ اور نمازوں کا حساب سورج سے اور حساب حج' روزے وغیرہ چاند سے معلوم کرو۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ چاند کے مہینے اللہ کے اپنے مہینے ہیں اور شمسی مہینوں سے افضل ہیں' کہ ان کی جنتری آسمان پر ہے اسی لئے اکثر اسلامی کام چاند کے حساب سے ہوتے ہیں جیسے زکوٰۃ عید' روزے وغیرہ۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے شمسی مہینوں سے کام لے لیا کریں مگر اپنے حساب میں چاند کے مہینوں کا حساب رکھا کریں ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی اور علم ہیئت بڑے مفید علم ہیں۔ اس سے اللہ کی قدرت معلوم ہوتی ہے بشرطیکہ ان سے دینی علوم میں مدد لی جائے ۱۱۔ مقدار اور کیفیات میں دن رات کا بدلتا رہنا' کبھی ٹھنڈے' کبھی گرم' کبھی لمبے' کبھی چھوٹے' رات کے مقدم

النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

دوزخ ہے ۱ بدلہ ان کی کمائی کا بے شک جو ایمان لائے اور اچھے

الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ

کام کئے ۲ ان کا رب ان کے ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا ۳ ان کے نیچے

تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٩﴾ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا

نہریں بہتی ہوں گی ۴ نعمت کے باغوں میں ان کی دعا اس میں یہ ہو گی ۵ کہ

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ

اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے ۶ اور ان کی دعا کا خاتمہ

اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠﴾ وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ

یہ ہے کہ سب خوبیوں سراہا اللہ جو رب ہے سارے جہان کا ۷ اور اگر اللہ لوگوں پر برائی

لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ

ایسی جلد بھیجتا جیسی وہ بھلائی کی جلدی کرتے ہیں ۸ تو ان کا وعدہ

اَجَلُهُمْ ۖ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ

پورا ہو چکا ہوتا ۹ تو ہم چھوڑتے انہیں جو ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١١﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ

کہ اپنی سرکشی میں بھٹکا کریں ۱۰ اور جب آدمی کو ۱۱ تکلیف پہنچتی ہے

دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا

ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے پھر جب ہم اس کی تکلیف

عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۚ

دور کر دیتے ہیں ۱۲ چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٢﴾

۱۳ یوں ہی بھلے کر دکھائے ہیں حد سے بڑھنے والوں کو ان کے کام ۱۴

(بقیہ صفحہ ۳۳۱) کرنے سے معلوم ہوا کہ رات پہلے ہے' دن بعد میں۔ اور رات دن سے افضل ہے کہ رات مناجات عاشقاں کا وقت ہے۔ دن محنت و فراق کا زمانہ ہے۔ ہر رات میں ساعت اجابت ہوتی ہے۔ مگر دنوں میں صرف جمعہ میں۔ یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن اجابت کی ساعت ہوتی ہے ۱۲۔ چونکہ ان چیزوں میں غور کر کے ایمان و عرفان صرف خوف خدا رکھنے والوں کو میسر ہوتا ہے اس لئے انہی کا ذکر فرمایا۔ کافر یہ چیزیں دیکھ کر زیادہ سرکش ہو جاتے ہیں۔ آج اکثر سائنس دانوں نے سائنس میں ترقی کر کے رب کا انکار کر دیا۔ ۱۳۔ کہ دنیا کو اپنا دار القرار سمجھ بیٹھے حالانکہ یہ دار الفرار یعنی بھاگنے کی جگہ ہے ۱۴۔ آیات سے مراد حضور کی ذات آپ کے معجزات' آپ کی صفات اور قرآن شریف کی آیات ہیں۔ غفلت سے مراد ان کا انکار کرنا' یہ کفر ہے۔ اس کی وہ جزا ہے جو آگے مذکور ہے

۱۔ جہاں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ معلوم ہوا کہ گنہگار مسلمان اگرچہ بعض صورتوں میں دوزخ میں جائیں گے مگر دوزخ ان کی منزل ہو گی نہ کہ ٹھکانہ ۲۔ یعنی بقدر موقعہ اور بقدر طاقت لہٰذا جو کافر مومن ہوتے ہی مر جاوے ایسے ہی مسلمانوں کے نا سمجھ بچے جنتی ہیں کہ انہیں کسی عمل کا وقت ہی نہ ملا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ایسے ہی جو صحابہ اس وقت وفات پا گئے جب شرعی احکام بالکل نہ آئے تھے یا بہت کم آئے تھے جیسے حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل وغیرہ۔ یہ تمام جنتی ہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جنتی اپنے گھر بار کو خود پہچان لے گا۔ کسی رہبر کی ضرورت نہ ہو گی یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت کا داخلہ ایمان کی وجہ سے' اور وہاں کی نعمتیں اور درجات اعمال کی وجہ سے ہوں گے۔ یا محض رحمت الٰہی سے' مگر رب تعالیٰ کا دیدار اور حضور کی معیت یہ خاص فضل پروردگار ہو گا۔ ۴۔ یعنی جنتی لوگوں کے محلات کے نیچے دودھ' شہد' شراب طہور' خالص پانی کے دریا نہ بہیں گے بلکہ نہریں بہیں گی۔ نہر اور بحر میں فرق ہم پہلے بتا چکے ہیں ۵۔ یعنی جب رب تعالیٰ سے کچھ عرض و معروض کریں گے تو پہلے اس کی حمد و ثنا کریں گے جیسا کہ شاہی دربار کا قاعدہ ہے۔ آج بھی نمازی پہلے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پڑھتا ہے۔ گویا وہ نماز کی حالت میں جنت میں ہوتا ہے ۶۔ کہ جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں گے تو سلام کریں گے۔ یا فرشتے جنتیوں کو سلام کریں گے معلوم ہوا کہ بوقت ملاقات سلام کرنا اور بوقت رخصت حمد الٰہی کرنا جنتی لوگوں کا مشغلہ ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جنتیوں کو تحیت ہوا کرے گی۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں تمام عبادات ختم ہو جائیں گی۔ مگر حمد الٰہی وہاں بھی ہو گی۔ حضور کی نعت بھی بالواسطہ رب کی حمد ہی ہے۔ ۸۔ کافر کبھی شر کو ایسی جلدی چاہتا ہے جیسے خیر کو' کہ کہتا ہے' یا اللہ مجھے آج ہی ہلاک کر دے' ہم پر فوراً عذاب نازل فرما دے وغیرہ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہماری تمام دعائیں قبول نہ ہونا بھی رحمت ہے کہ ہم کبھی برائی کو بھلائی سمجھ لیتے ہیں' جیسے نادان بیمار طبیب سے میٹھی اور خوشنما دوا مانگتا ہے۔ مگر طبیب نہیں دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصہ میں اپنے کو یا اپنے بال بچوں کو کوسنا نہ چاہیے ہر وقت رب تعالیٰ سے خیر ہی مانگے۔ نہ معلوم کون ساعت قبولیت کی ہو ۹۔ شان نزول۔ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ خدایا اگر اسلام سچا دین ہے اور ہم اسے قبول نہیں کرتے تو ہم پر پتھر برسا دے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں فرمایا گیا کہ بندہ جوش میں اپنے اور اپنے مال و عیال کے لئے بددعائیں کر لیتا ہے مگر رب کرم سے قبول نہیں فرماتا۔ ۱۰۔ معلوم ہوا کہ سرکش اور غافل کو لمبی عمر ملنی رب کا عذاب ہے' جیسے صالحین کی لمبی عمریں رب کی رحمت ہیں کہ کافر لمبی عمر میں گناہ زیادہ

(بقیہ صفحہ ۳۳۲) کرے گا اور مومن نیکیاں بڑھائے گا ۱۱۔ یہاں آدمی سے مراد کافر آدمی ہے' اس لئے آگے انہیں مسرفین فرمایا گیا۔ یعنی کافر مصیبت کے وقت تو کھڑے اور بیٹھے ہم کو یاد کرتا ہے اور ہم سے دعائیں کرتا ہے اور آرام کے وقت ہم کو بھول جاتا ہے۔ مگر مومن ہر حال میں رب کو یاد رکھتا ہے۔ آرام میں شکر کے ساتھ۔ تکلیف میں صبر کے ساتھ۔ خوشی پر الحمد للہ پڑھتا ہے۔ غم پر اناللہ غرضکہ یاد اللہ ہی کو کرتا ہے۔ ۱۲۔ اس کی دعا کی وجہ سے یا ویسے ہی اپنے فضل و کرم سے' اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں البتہ آخرت میں ان کی کوئی دعا قبول نہ ہو گی۔ رب فرماتا ہے وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ لہٰذا آیتوں میں تعارض نہیں ۱۳۔ یعنی مصیبت دور ہونے پر پھر پہلے کی طرح کفر و گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے' اور اپنی تکلیف کا زمانہ بھول جاتا ہے۔ مومن اس مصیبت کو یاد رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ہمیشہ شکر کرتا رہتا ہے ۱۴۔ معلوم ہوا کہ صرف مصیبت میں رب کو یاد کرنا اور آرام میں اسے بھول جانا طریقہ کفار ہے' مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر مومن کی صفت ہے

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ

اور بیشک ہم نے تم سے پہلی سنگتیں ہلاک فرمادیں جب وہ حد سے بڑھے ۱ اور انکے رسول

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي

ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے ۲ اور وہ ایسے تھے ہی نہیں کہ ایمان لاتے ہم یوں ہی

الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ

بدلہ دیتے ہیں مجرموں کو پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین میں جانشین

مِنْ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى

کیا ۳ کہ دیکھیں تم کیسے کام کرتے ہو ۴ اور جب ان پر

عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا

ہماری روشن آیتیں پڑھی جاتی ہیں ۵ تو وہ کہنے لگتے ہیں جنہیں ہم سے ملنے کی امید نہیں

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ

کہ اسکے سوا اور قرآن لے آئیے ۶ یا اسی کو بدل دیجئے ۷ تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ

اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى

میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں ۸ میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی

اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

ہوتی ہے ۹ میں اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے بڑے دن کے عذاب کا

عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ

ڈر ہے ۱۰ تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا نہ وہ تم کو اس سے

بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

خبردار کرتا ۱۱ تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں ۱۲

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے ۱۳ یا اسکی آیتیں

۱۔ اس سے اشارةً معلوم ہوا کہ گنہگار مومن اگرچہ کیسا ہی گناہ کرے مگر حد میں رہ کر کرتا ہے۔ کافر کتنا ہی چھوٹا گناہ کرے مگر حد سے نکل کر کرتا ہے۔ ایمان لانا حد میں رہنا ہے اور ایمان سے نکلنا حدِ بندگی سے نکلنا ہے ۲۔ روشن دلیلوں سے مراد گزشتہ انبیاء کرام کے مختلف معجزات ہیں جو زمانوں کے لحاظ سے انہیں عطا ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طب کا زور تھا۔ تو آپ کو اس کے مطابق معجزے ملے۔ جیسے مردے زندہ کرنا' اندھے کوڑھی اچھے کرنا وغیرہ۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا شور تھا' تو آپ کو اس زمانے کے مطابق معجزے ملے۔ لاٹھی کا سانپ بننا' ہاتھ کا سورج کی طرح چمکنا ۳۔ یہاں زمین سے مراد مطلق زمین ہے نہ کہ عرب شریف کی زمین' کیونکہ عرب کی زمین میں ان سے پہلے کوئی نبی نہ آئے جن کو جھٹلانے سے وہاں عذاب آیا ہو۔ ۴۔ یعنی تم لوگ گزشتہ لوگوں کی زمین میں آباد ہو تمہارے بعد دوسری قومیں اسی زمین میں آباد ہوں گی۔ جیسے یہ زمین ان سے تم تک پہنچی' ایسے ہی تم سے دوسروں تک پہنچے گی۔ لہٰذا اچھے اعمال کرو تاکہ اجر بھی پاؤ اور آئندہ نسلیں تمہیں اچھائی سے یاد کریں ۵۔ شان نزول۔ کفار مکہ کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیں' تو آپ کوئی دوسرا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو' اور ان کی عبادت چھوڑنے کا حکم نہ ہو۔ اور اگر دوسرا قرآن اس طرح کا نازل نہ ہو سکے تو آپ خود ہی بنالیں یا اس قرآن میں ہماری مرضی کے مطابق ترمیم کر دیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان) خیال رہے کہ ان کفار کی یہ بکواس یا تمسخر کے لئے تھی یا امتحان کے طور پر' کچھ بھی ہو' وہ اپنے ارادے میں خائب و خاسر رہے ۶۔ یعنی ایسا قرآن لائیں جس میں ہمارے بتوں کی برائی نہ ہو۔ یا اس قرآن میں سے اس قسم کی آیات نکال دیں یا ان میں تبدیلی کر دیں ۷۔ اس سے اشارةً معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے تو نہیں بدل سکتا۔ ہاں رب تعالیٰ سے عرض کر کے بدلوا سکتا ہوں۔ جیسا کہ تحویل قبلہ وغیرہ واقعات میں ہوا کہ حضور کی مرضی کے مطابق آیات اتریں۔ بلکہ حضرت فاروق کی برکت سے رمضان شریف کی شب میں بیوی سے صحبت جائز ہوئی۔ لہٰذا وہابی اس آیت سے دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ اور حضور کو بالکل غیر مختار ثابت نہیں کر سکتے حضور کے اختیارات رب کی عطا سے ہیں۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی عبارت' اعراب' طریقہ تحریر سب رب کی طرف سے

بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

جھٹلائے بے شک مجرموں کا بھلا نہ ہوگا اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ

جو ان کا کچھ بھلا نہ کرے اور نہ برا ۲ اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں

شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ

ہمارے سفارشی ہیں ۳ تم فرماؤ کیا اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو اسکے علم میں

فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

نہ آسمانوں میں ہے نہ زمین میں ۴ اسے پاکی اور برتری ہے ان کے

يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ

شرک سے ۵ اور لوگ ایک ہی امت تھے ۶ پھر مختلف ہوئے

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا

اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی ۷ تو یہیں انکے اختلافوں کا

فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ

ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا اور کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی

مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّىْ

کیوں نہیں اتری ۸ تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے اب راستہ دیکھو میں بھی

مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً

تمہارے ساتھ راہ دیکھ رہا ہوں ۹ اور جب کہ ہم آدمیوں کو رحمت کا مزہ

مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْۤ اٰيَاتِنَا ؕ قُلِ

دیتے ہیں کسی تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تھی ۱۰ جبھی وہ ہماری آیتوں کے ساتھ داؤں چلتے ہیں ۱۱

اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

تم فرماؤ اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے جلد ہو جاتی ہے بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر لکھ رہے ہیں ۱۲

(بقیہ صفحہ ۳۳۳) ہے۔ تلاوت کا طریقہ بھی‘ ان میں سے کسی میں تبدیلی جائز نہیں ۹۔ اس آیت میں ناممکن کو ناممکن پر معلق کیا گیا ہے۔ یعنی اگر بالفرض میں بھی رب کا گناہ کروں اور قرآن کریم میں تبدیلی کروں تو مجھے بھی عذاب کا خطرہ ہوگا جیسے رب کا فرمان ‘کہ اگر رب کے بیٹا ہوتا تو پہلے میں اسے پوجتا ورنہ نہ حضور کا گناہ ممکن ہے نہ یہ خوف‘ خیال رہے کہ انبیاء کرام کو رب کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے مگر عذاب کا خوف نہ ہے نہ ہوگا وہ تو لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے مصداق ہیں بلکہ انہیں ہیبت الٰہی ہوتی ہے ۱۰۔ کیونکہ نہ میں نے کسی سے کچھ پڑھا نہ سیکھا۔ رب تعالیٰ نے مجھے سکھایا اور تمہیں تعلیم دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا میرا قرآن پڑھنا‘ اس کے اسرار بیان کرنا‘ اس کے حکم سے ہے۔ معلوم ہوا کہ حضور کا ہر کام رب کے حکم سے ہے ۱۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہور نبوت سے پہلے احکام قرآنی سے خبردار تھے۔ ظہور نبوت کے بعد تبلیغ شروع فرمائی اس لئے حضور نے کبھی کوئی گناہ نہ کیا رب کے عابد اور نمازی پہلے سے ہی تھے۔ بلکہ جب پہلی وحی آئی تو حضور اعتکاف اور عبادات میں مشغول تھے۔ آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر مجھے جھوٹ بولنے‘ فسق و فجور کی عادت ہوتی تو اس سے پہلے ہی کلام گھڑ کر رب کی طرف نسبت کر دیا کرتا ۱۲۔ اس طرح کہ جھوٹی آیتیں لوگوں کو سنائے اور رب کی طرف ان کی نسبت کرے‘ یا غیر خدا کی پوجا کرے‘ بلکہ ہر کفر اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے نیز جھوٹی حدیثیں گھڑنا بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے

۱۔ چنانچہ تجربہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ ذلیل و خوار ہوئے اور خراب حال میں مرے جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا حال اور ہمارے زمانہ میں غلام احمد قادیانی کا انجام گواہی دے رہا ہے۔ ۲۔ اس طرح کہ ان کی عبادت سے کچھ فائدہ نہ ان کے نہ پوجنے سے کچھ نقصان۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے‘ لہٰذا اس آیت پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ پتھروں‘ چاند‘ سورج کو پوجتے تھے اور ان چیزوں سے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ ۳۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی سفارش سے ہمارے دنیاوی کاروبار چلا رہا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ قیامت اور جنت دوزخ کے قائل نہ تھے نیز وہ بتوں کے متعلق دھونس کی شفاعت کے قائل تھے کیونکہ وہ بتوں کو الٰہ مان کر شفیع مانتے تھے اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ‏ نیز وہ غیر شفیع کو شفیع مانتے تھے۔ اسلامی شفاعت سے تین طرح فرق کرتے تھے۔ لہٰذا وہ مشرک تھے ۴۔ یعنی ان بتوں کی شفاعت نہ دنیا میں ہے نہ آخرت میں۔ اگر ہوتی تو رب تعالیٰ کے علم میں ہوتی۔ علم الٰہی کی نفی سے اصل نفی مراد ہے۔ ۵۔ خیال رہے کہ مشرکین کا ان بتوں کو شفیع مان کر پوجنا شرک تھا‘ یا دھونس و برابری کی شفاعت ماننا شرک تھا اس لئے یہاں یشرکون‘ فرمایا گیا انبیاء و اولیاء کی شفاعت برحق ہے۔ وہ شفاعت‘ وجاہت کی‘ محبت کی‘ اذن کی ہوگی۔ اسے شرک سمجھنا حماقت ہے۔ لہٰذا یہ آیت وہابیوں کی دلیل نہیں بن سکتی ۶۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ میں قتل ہابیل تک سارے لوگ مومن تھے یا طوفان نوح کے بعد زمین پر سب مومن رہ گئے تھے۔ بعض نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے سارے عرب مومن تھے پھر عمر بن لحی نے بت پرستی کی ابتداء کی۔ اس صورت میں لوگوں سے مراد خاص اہل عرب ہیں‘ یا اول فطرت میں سب لوگ مومن تھے کہ ہر بچہ ایمان پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہاں آکر کچھ ایمان پر رہتے ہیں کچھ کافر ہو جاتے ہیں (خزائن و روح) ۷۔ یعنی یہ فیصلہ کہ عذاب‘ قیامت کے بعد ہوگا۔ یا ہر امت کی ہلاکت کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ ۸۔ جو ہم چاہتے ہیں‘ جیسے صفا پہاڑ کو سونا بنا دینا‘ یا صالح علیہ السلام کی طرح پتھر سے

(بقیہ صفحہ ۳۳۴) اونٹ وغیرہ نکال دینا' گویا ان لوگوں نے حضور کے بے شمار معجزات کا اعتبار ہی نہ کیا۔ ۹۔ تاویلات نجمیہ میں فرمایا کہ اس آیت میں غیب سے مراد عالم ملکوت ہے' جو ہم لوگوں سے پوشیدہ ہے' جہاں سے آیات قرآنیہ اور انبیاء کرام کے معجزات اترتے ہیں۔ تو مقصد یہ ہے کہ تمہارے مطلوبہ معجزات ظاہر کرنے پر میں بذات خود قادر نہیں' اللہ کے ارادے سے ظاہر فرماتا ہوں۔ اب جو انہیں نہ مان کر دوسرے معجزات مانگے وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہے' لہٰذا اب تم عذاب کا انتظار کرو ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ رب کی بارگاہ کا ادب یہ ہے کہ رحمتوں کو اس کی طرف نسبت کرو اور آفات کو نہ کرو۔ کیونکہ رحمت کے لئے ارشاد ہوا اَذَقْنَا النَّاسَ ہم مزا

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ

وہی ہے کہ تمہیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی

فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا

میں ہو اور وہ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر

جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ

خوش ہوئے ۱؎ ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے لہروں نے

مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

انہیں آلیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں ۲؎

لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ

نرے اس کے بندے ہو کر ۳؎ کہ اگر تو اس سے ہمیں بچالے گا تو ہم ضرور شکر

الشّٰكِرِیْنَ ۝۲۲ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

گزار ہوں گے پھر جب اللہ انہیں بچا لیتا ہے جبھی وہ زمین میں ناحق

بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ۙ

زیادتی کرنے لگتے ہیں ۴؎ اے لوگو تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے

مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ

۵؎ دنیا کے جیتے جی برت لو پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے ۶؎ اس وقت ہم تمہیں

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۳ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ

جتا دیں گے جو تمہارے کوتک تھے دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہی ہے ۷؎ جیسے وہ

اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ

پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب

مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ

گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا

چکھا دیتے ہیں۔ اور تکلیف کے لئے فرمایا مَسَّتْهُمْ رب کی طرف نسبت نہ فرمایا گیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے ۱۱۔ کفار مکہ پر سات سال تک قحط سالی مسلط رہی۔ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائیں۔ پھر جب ان پر بارش ہوئی تو بجائے شکر کے اللہ کے دین کو برباد کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ غافلوں کا یہی حال ہے۔ وہ شکر نہیں کرتے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کاتبین اعمال کفار پر بھی مقرر ہیں جو ان کے ہر قول و عمل کو لکھتے ہیں۔ البتہ گناہ لکھنے والا فرشتہ تو لکھتا رہتا ہے اور نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اس پر گواہ رہتا ہے۔ وہ کچھ نہیں لکھتا کیونکہ ان کی نیکی نیکی نہیں۔ جیسے اللہ کے خاص مقبولوں کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دوسرا فرشتہ گواہ ہوتا ہے۔ (تفسیر روح البیان)

۱۔ معلوم ہوا کہ رب کی نعمت پر تکبر کرنا اترانا برا ہے۔ شکر کی خوشی کرنا محبوب ہے۔ اگر یہ خوشی خدا کے شکر کی کرتے تو اس کے فرمانبردار بن جاتے ۲۔ یعنی کفار آرام میں اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور مصیبت میں بتوں کو۔ خیال رہے کہ بوقت مصیبت اللہ کے مقبول بندوں کو مدد کے لئے پکارنا کفر نہیں۔ قیامت کی آفت میں سب شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے۔ اس کی تحقیق ہماری کتاب جاء الحق اور علم القرآن میں دیکھو۔ یہ آیت بت پرستوں کے متعلق ہے۔ ۳۔ یعنی صرف اللہ کو پکارتے ہیں' بتوں کو نہیں پکارتے' اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کو پکارنا' اس سے دعا مانگنا عبادت ہے مگر جب ایمان کے ساتھ ہو۔ کافر کے یہ کام بھی کفر میں شمار ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان اضطراری معتبر نہیں۔ ایمان اختیاری کا اعتبار ہے۔ کیونکہ کفار مضطر ہو کر ایمان اختیار کرتے تھے جب اضطرار ختم ہو جاتا تو ان کا ایمان بھی ختم ہو جاتا۔ اسی لئے مرتے وقت کافر کا ایمان معتبر نہیں۔ گنہگار مومن کی توبہ قبول ہے فرعون کا ایمان بوقت غرقابی اسی لئے قبول نہ ہوا۔ ۴۔ یعنی وہ خود بھی اپنے کو ناحق سمجھتے ہیں ورنہ فساد کبھی حق کا

ہوتا ہی نہیں۔ لہٰذا یہ قید اتفاقی نہیں احترازی ہے۔ ۵۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ تمہارے فسادات سے اسلام رک نہ سکے گا بلکہ اس سے تم پر ہی وبال پڑے گا' ایسا ہی ہوا' سورج کو پھونکیں مارنے سے سورج نہیں بجھتا' پھونکنے والا ہی تھکتا ہے ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا سامان کافر کے لئے بعد موت کام نہیں آتا' لیکن مومن کو اس کی دنیا بعد موت بلکہ قیامت میں بھی کام آئے گی' وہ دنیا میں صدقہ جاریہ کر کے جاتا ہے بلکہ خود بھی دنیا کو اللہ کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جس پر ثواب کا مستحق ہوتا ہے ۷۔ خیال رہے کہ کافر کی زندگی حیات دنیا ہے اور مومن کی زندگی دینی زندگی ہے' کیونکہ کافر کی زندگی خودی کے لئے ہے اور مومن کی زندگی خدا کے لئے وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لہٰذا یہاں کفار کی زندگی کی یہ مثال بیان ہو رہی ہے مومن کی زندگی دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے' اللہ نصیب فرمادے۔

ا۔ دنیاوی زندگی کو بارش کے پانی سے تشبیہ چند وجہ سے دی گئی ہے' اولا" یہ کہ کنوئیں' تالاب کا پانی قبضہ میں ہوتا ہے مگر بارش کا پانی قبضہ میں نہیں ہوتا' ایسے ہی دنیا کے حالات ہمارے قبضہ سے باہر ہیں' دوسرے یہ کہ بارش کبھی ضرورت سے زیادہ آ جاتی ہے' کبھی کم' کبھی بالکل نہیں' ایسے ہی دنیا کا حال ہے۔ تیسرے یہ کہ بارش آنے کا وقت معلوم نہیں ہوتا ایسے ہی دنیا ہے چوتھے یہ کہ اگر بارش نہ ہو تو مصیبت' اگر زیادہ ہو' تو آفت' ایسے ہی دنیا نہ ہو' تو تکلیف زیادہ ہو تو آفت ہے ۲۔ ایسے ہی کافر بہت مشقت سے دنیا جمع کرتا ہے' جب جمع ہو جاتی ہے' تو سمجھتا ہے' کہ اب یہ میری ہو چکی' ہر طرح اس پر تصرف کروں گا کہ اچانک یا تو مرجاتا ہے یا دنیا اس سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے' کہ کف افسوس ملتا رہ جاتا ہے' خیال رکھو کہ بارش کا پانی باغ میں پڑ کر پھول اگاتا ہے۔ اور خار میں پہنچ کر کانٹے' دنیا کافر کے پاس پہنچ کر کفر بڑھاتی ہے اور مومن کے پاس جا کر ایمان میں برکت دیتی ہے' ابوجہل نے مال سے دوزخ خرید لیا' عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس مال سے جنت' بلکہ وہاں کا کوثر خرید لیا' یہ تشبیہ مرکب ہے اور نہایت اعلیٰ ۳۔ ایسے ہی دنیا اکثر ایسے وقت دھوکا دے جاتی ہے۔ جب اس کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب اس کے قبضہ میں آ جانے کی امید قوی ہو چکتی ہے۔ اس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لہٰذا اس پر کبھی گھمنڈ نہ کرنا چاہیے ۴۔ یعنی دنیا کی ناپائیداری' دربہاں مصیبتوں کا اچانک آ جانا بھی عقلمند کو درس عبرت دیتا ہے۔ اس سے ان کا ایمان اور قوی ہو جاتا ہے۔ بلکہ بہت سے غافل دنیا کھو کر اپنی آنکھیں کھول لیتے ہیں رب کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں ۵۔ دار السلام سے مراد جنت ہے جہاں موت اور تمام امراض سے سلامتی اور امن ہے۔ جنت کا اول عطا درمیان رضا' آخر بقا ہے۔ یا دار السلام حضور کا اور مقبول بندوں کا دل ہے' جو سلام یعنی رب تعالیٰ کا گھر ہے اور نفسانی عیوب' حسد' کینہ وغیرہ سے پاک ہے ۶۔ اس سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ رسول کا بلانا اللہ کا ہی بلانا ہے۔ کیونکہ انہیں حضور بلاتے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ اللہ بلاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جنت سلامتی کا گھر ہے کہ وہاں نہ فنا ہے نہ کوئی آفت' نہ مصیبت تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی دعوت تو عام ہے مگر اس کی ہدایت خاص ہے۔ بلایا سب کو جا رہا ہے مگر ہدایت کسی کسی کو ملتی ہے۔ سیدھی راہ سے مراد اسلام ہے جو جنت کا سیدھا راستہ ہے۔ ۷۔ بھلائی و احسان سے مراد ایمان و تقویٰ ہے کہ ایمان دل کی بھلائی ہے اور تقویٰ جسم کی بھلائی۔ یا احسان سے مراد اخلاص فی العبادات ہے۔ حضور نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو نماز ایسی پڑھے کہ تو رب کو دیکھ رہا ہے ورنہ ایسی پڑھ کہ رب تجھے دیکھ رہا ہے۔ سبحان اللہ! ۸۔ حسنیٰ سے مراد جنت ہے اور زیادۃ سے مراد دیدار الہی کیونکہ یہ کسی عمل کی جزا نہیں۔ یا حسنیٰ سے مراد اعمال کی جزا اور زیادۃ سے مراد زیادتیاں۔ جیسے ایک کا دس گنا یا اس سے بھی زیادہ ۹۔ بلکہ مومن کے منہ انشاء اللہ اجیالے ہوں گے' اولیاء اللہ کے منہ چمکیلے' انبیاء کرام اور خاص محبوبوں کے چہرے سورج سے زیادہ منور ہوں گے۔ لہٰذا چہروں سے مرتبوں کی پہچان بھی ہو جائے گی۔ ۱۰۔ نہ موت پا کر نکلیں نہ زندہ رہ کر' معلوم ہوا کہ جو شخص جزا و ثواب کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا وہ وہاں سے نکالا نہ جائے گا۔ آدم علیہ السلام اور معراج میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثواب و جزا کے لئے جنت میں تشریف نہ لے گئے تھے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ یہ آیت حدیث معراج کے خلاف نہیں' ۱۱۔ یہاں برائیوں سے مراد عقیدے کی برائیاں ہیں نہ کہ اعمال کی۔ کیونکہ جو سزا بیان ہو رہی ہے وہ کفار کی ہے۔ بدعملی سے مومن

الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ

سنگار لے لیا ۱ اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالک سمجھے کہ

قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا

یہ ہمارے بس میں آ گئی ہمارا حکم اس پر آیا رات میں یا دن میں ۲ تو ہم نے اسے

حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ

کر دیا کاٹی ہوئی گویا کل تھی ہی نہیں ۳ ہم یوں ہی آیتیں مفصل

الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ

بیان کرتے ہیں غور کرنے والوں کیلئے ۴ اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف

السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾

پکارتا ہے ۵ اور جسے چاہے سیدھی راہ چلاتا ہے ۶

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ

بھلائی والوں ۷ کیلئے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد ۸ اور ان کے منہ پر نہ

وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

چڑھے گی سیاہی اور نہ خواری ۹ وہی جنت والے ہیں

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱۰ اور جنہوں نے برائیاں کمائیں ۱۱ تو برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٍۭ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

اسی جیسا اور ان پر ذلت چڑھے گی ۱۲ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی

عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ

نہ ہوگا ۱۳ گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے ٹکڑے چڑھا دیئے

مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾

ہیں ۱۴ وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۱۵

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ

اور جس دن ہم ان سب کو اٹھائیں گے ۱؎ پھر مشرکوں سے فرمائیں گے اپنی جگہ رہو

أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۖ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا

تم اور تمہارے شریک ۲؎ تو ہم انہیں مسلمانوں سے جدا کر دیں گے اور انکے شریک

كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ ﴿۲۸﴾ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا

ان سے کہیں گے تم ہمیں کب پوجتے تھے ۳؎ تو اللہ گواہ کافی ہے ہم میں

وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ

اور تم میں کہ ہمیں تمہارے پوجنے کی خبر بھی نہ تھی ۴؎ یہاں ہر جان

تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ ۚ وَرُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ

جانچ لے گی جو آگے بھیجا ۵؎ اور اللہ کی طرف پھیرے جائیں گے ۶؎ جو انکا

الْحَقِّ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ

سچا مولیٰ ہے اور انکی ساری بناوٹیں ان سے گم ہو جائیں گی ۷؎ تم فرماؤ ۸؎

يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ

تمہیں کون روزی دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۹؎ یا کون مالک ہے کان

وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

اور آنکھوں کا ۱۰؎ اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ

مردہ کو زندہ سے ۱۱؎ اور کون تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے تو اب کہیں گے کہ اللہ

فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۳۱﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا

۱۲؎ تم فرماؤ تو کیوں نہیں ڈرتے ۱۳؎ تو یہ اللہ ہے تمہارا سچا رب پھر حق کے بعد

بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿۳۲﴾ كَذَٰلِكَ

کیا ہے مگر گمراہی ۱۴؎ پھر کہاں پھرے جاتے ہو یوں ہی ثابت

ع ۳ / ۸

(بقیہ صفحہ ۳۳۶) کافر نہیں ہو جاتا ۱۲۔ کیونکہ وہاں دل کی حالت چہرے سے ظاہر ہو گی جیسے دنیا میں بعض اندرونی بیماریاں چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہیں ۱۳۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو بچانے والے ہوں گے۔ کیونکہ بچانے والوں کا نہ ہونا' کفار کا عذاب ہے۔ پیغمبر اور نیک اولاد مشائخ و علماء محشر میں سب مسلمانوں کے کام آویں گے۔ ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں مومن و کافر چہروں ہی سے معلوم ہو جاویں گے۔ رب فرماتا ہے يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ اور فرماتا ہے تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ حضور کو مرتدین کی پہچان نہ ہو گی بلکہ مومنوں میں بھی گنہگار و نیک کار چہروں سے ممتاز ہوں گے ۱۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں کالا منہ صرف کافروں کا ہو گا جنہیں دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے گنہگاروں کے منہ پر غبار ہو گا اور دیگر آثار سیاہی کے علاوہ جیسا کہ پیشہ ور بھکاری کے منہ پر گوشت نہ ہو گا اور بیویوں میں انصاف نہ کرنے والے کی ایک کروٹ نہ ہو گی۔ بخیل کے کندھوں پر اس کا مال کالے سانپ کی شکل میں سوار ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ اس سے پتہ لگا کہ قیامت میں اولاً" سارے کافر و مومن اکٹھے کھڑے ہوں گے۔ پھر مومن کفار سے علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔ ارشاد ہو گا۔ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ مومنوں کو چاہیے کہ دنیا میں بھی شکل و صورت و سیرت میں کفار سے ممتاز رہیں ۲۔ یعنی لات و منات و عزیٰ وغیرہ بت اس میں وہ انبیاء کرام داخل نہیں جن کو ان کی قوم نے پوجا' جیسا کہ بعض کا گمان فاسد ہے۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بتوں کو قوت گویائی دے گا۔ وہ اپنے پجاریوں کی مخالفت کریں گے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد فرشتے اور انبیاء نہیں کیونکہ یہ حضرات تو مشرکین کے کرتوت سے خبردار تھے۔ پھر وہ کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ نیز یہ آیت مکی ہے اس میں مشرکین مکہ سے خطاب ہے اور مشرکین مکہ انبیاء کو نہ مانتے تھے ۴۔ کیونکہ ہم بے جان' بے شعور لکڑی پتھر تھے' یا ہم تم سے پہلے مر کر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو چکے تھے۔ تمہاری خبر کیا رکھتے۔ یہ کلام یا تو لکڑی' پتھروں کا ہو گا جن کی پوجا کی جاتی تھی' یا ان کا جن کے نام پر یہ بت تراشے گئے جیسے لات' منات وغیرہ۔ لہٰذا آیت بالکل ظاہر ہے۔ ۵۔ یعنی جنت و دوزخ میں جانے سے پہلے میدان قیامت ہی میں ہر ایک کو اپنے اعمال کی حقیقت اور کیفیت معلوم ہو جائے گی ۶۔ رب تعالیٰ کی سزا و جزا کی طرف' یعنی دوزخ و جنت' مبارک ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے اعمال کو خود جانچتے رہتے ہیں۔ حساب دینے سے پہلے اپنا حساب خود لے لو ۷۔ یعنی یہ بت وغیرہ ان کے کام نہ آئیں گے باطل و بے حقیقت ثابت ہوں گے۔ ورنہ حقیقتہً گم نہ ہوں گے بلکہ انہیں ایذا دینے کے لئے دوزخ میں ان کے ساتھ ہوں گے حتیٰ کہ سورج و چاند بھی وہاں ہوں گے ۸۔ ان کافروں سے پوچھو' بطور سرزنش' معلوم ہوا کہ ہر پوچھنا' پوچھنے والے کی بے علمی کی بنا پر نہیں ہوتا۔ یہ سوال اقرار کرانے کے لئے ہے ۹۔ آسمانوں سے بارش برسا کر' اور زمین سے سبزہ اگا کر لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ سب کا معدن آسمان ہے مگر زمین بعض کا خزانہ ہے ۱۰۔ تمہارے کان' آنکھیں اور ان کی قوتیں کس کے قبضہ میں ہیں کہ جب چاہے تمہیں دے دے اور جب چاہے تم سے چھین لے معلوم ہوا کہ اپنی بے بسی سے رب کی قدرت' یعنی محتاجی سے رب کی غنا معلوم ہوتی ہے صوفیاء فرماتے ہیں جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا۔ ۱۱۔ انسان کو نطفہ سے اور نطفہ انسان سے' مومن کافر سے اور کافر مومن سے' جاہل عالم سے اور عالم جاہل سے ۱۲۔ یعنی کفار رب تعالیٰ کو

(بقیہ صفحہ ۳۳۷) مالک، خالق اور مدبر امر مانتے ہیں' پھر اپنے بتوں کو رب کی مثل مانتے ہیں کہ رب کو ان کا حاجت مند مانتے ہیں' لہٰذا وہ مشرک ہیں' رب فرماتا ہے کہ کفار بتوں سے کہیں گے۔ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور بعض کفار تو اپنے بتوں کو مستقل خالق وغیرہ مانتے تھے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ وہ حضور کا انکار کر کے رب کی ان تمام صفات کے اقراری تھے لہٰذا مشرک ہی رہے۔ سچا موحد وہ ہے جو حضور کے توسط سے رب کو مانے خیال رہے کہ حقیقی مدبر امر رب تعالیٰ ہے مگر اس کے بنائے اس کے بعض بندے بھی مدبر امر ہیں۔ رب تعالیٰ فرشتوں کے متعلق فرماتا ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ایسے ہی بعض تکوینی اولیاء عالم کی تدبیر اور انتظام کرنے پر

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (۳۳)

یونہی ثابت ہو چکی ہے تیرے رب کی بات فاسقوں پر ۱؎ تو وہ ایمان نہیں لائیں گے ۲؎

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ اول بنائے پھر فنا کے بعد دوبارہ

قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (۳۴) قُلْ

بنائے ۳؎ تم فرماؤ اللہ اول بناتا ہے پھر فنا کے بعد دوبارہ بنائے گا ۴؎ تو کہاں اوندھے

هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ

جاتے ہو تم فرماؤ تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ حق کی راہ دکھائے ۵؎ تم فرماؤ کہ اللہ

يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ

حق کی راہ دکھاتا ہے تو کیا جو حق کی راہ دکھائے ۶؎ اس کے حکم پر چلنا چاہیے

اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ

یا اس کے جو خود ہی راہ نہ پائے جب تک راہ نہ دکھایا جائے ۷؎ تو تمہیں کیا ہوا

تَحْكُمُوْنَ (۳۵) وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا

کیسا حکم لگاتے ہو اور ان میں اکثر تو نہیں چلتے مگر گمان پر ۸؎ بیشک گمان

يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ (۳۶)

حق کا کچھ کام نہیں دیتا ۹؎ بیشک اللہ ان کے کاموں کو جانتا ہے ۱۰؎

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بے اللہ کے اتارے ۱۱؎

وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ

ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے ۱۲؎ اور لوح میں جو کچھ لکھا ہے ۱۳؎

الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۳۷) اَمْ يَقُوْلُوْنَ

سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں ہے ۱۴؎ پروردگار عالم کی طرف سے ہے کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے

مامور ہیں جنہیں غوث و قطب وغیرہ کہا جاتا ہے ۱۳۔ یعنی کیوں نہیں ڈرتے اللہ سے یا کیوں نہیں بچتے دوزخ سے' اس طرح کہ میرا دامن پکڑ لو۔ میرا دامن کونین میں امن کا ذریعہ ہے ۱۴۔ یعنی اللہ کی عبادت حق اور بتوں کی پوجا گمراہی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ بعض اعمال کو بھی گمراہی کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ بد عقیدگی کی علامت ہوں' ورنہ گمراہی عقیدے کا نام ہے' ہدایت کا مقابل

۱۔ یہاں فاسقوں سے مراد وہ فاسق اعتقادی کفار ہیں جن کے کفر پر مرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے' اور رب کی بات سے مراد اللہ کا یہ فرمان ہے۔ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ یعنی ہم ان سے دوزخ بھریں گے ۲۔ کیونکہ ان کا نام رب تعالیٰ کے ہاں کفار کی فہرست میں آ چکا ہے۔ وہ اپنے اختیار خوشی سے ہمیشہ بری باتیں ہی اختیار کریں گے ۳۔ یعنی واقع میں نہ کہ ان کے عقیدے میں' کیونکہ مشرکین عرب قیامت کے قائل نہ تھے اور سورۃ یونس مکیہ ہے اس میں خطابات مشرکین مکہ سے ہو رہے ہیں ۴۔ اس طرح کہ ہر ایک کے اصلی اجزاء پر دوبارہ بدن قائم فرمائے گا۔ اگرچہ اس وقت شکل و صورت میں فرق ہو گا۔ لیکن چونکہ اصلی اجزا وہی ہوں گے اس لئے اس بنانے کا نام اعادہ ہوا جیسے آج ہم ایک بوڑھے آدمی کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جو فلاں کے گھر پیدا ہوا تھا حالانکہ اس وقت شکل اور تھی' اور اب اور لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں ۵۔ اس طرح کہ دنیا میں رسول بھیجے۔ ان پر معجزات اور کتابیں اتاریں اور دنیا والوں کے سامنے دلائل قدرت قائم فرمائے ۶۔ حواس و عقل بخشے' پیغمبر بھیجے' ان پر وحی نازل فرمائے۔ یہ سب تمہاری ہدایت کے لئے ہے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے ۷۔ اس طرح کہ بتوں کو جب تک تم خود اٹھا کر دوسری جگہ نہ رکھو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ یہاں شرکاء سے مراد ان کے بے جان بت ہیں نہ کہ انبیاء کرام کیونکہ وہ حضرات تو ہدایت دینے ہی کے لئے بھیجے گئے۔ رب فرماتا ہے اِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۸۔ یعنی بت پرستوں کے پاس اپنی بت پرستی کے درست ہونے کی کوئی دلیل نہیں صرف اسی لئے کرتے ہیں کہ ان کے باپ دادے کرتے چلے آئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بے دین کو خود اپنے مذہب پر یقین نہیں ہوتا۔ یہاں اکثر اس لئے فرمایا گیا کہ بعض بت پرست وہ بھی تھے جن کو اپنے جھوٹے ہونے اور اسلام کے سچے ہونے کا یقین کامل تھا۔ محض اپنی آمدنی اور عزت قائم رکھنے کے لئے ڈٹے ہوئے تھے۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کے فرمان کے مقابلہ میں اپنے قیاس و گمان گمراہی کا سبب ہیں اور شریعت کے مطابق قیاس و گمان ہدایت کا موجب ہیں۔ رب فرماتا۔ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۱۰۔ کہ وہ عقاید میں محض گمانوں پر کاربند ہیں حالانکہ مسائل عقیدہ یقینی چاہئیں جن کا ماخذ وحی الٰہی ہے نہ کہ ان کے اٹکل پچو قیاس و گمان ۱۱۔ کفار کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود قرآنی آیات بنا لیتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۳۳۸) اور پھر رب کی طرف منسوب فرمادیتے ہیں (نعوذ باللہ) اس آیت میں ان کی بلیغ تردید ہے کہ قرآن کی ایک آیت تم سارے فصحاو بلغاء سے نہ بن سکی تو حضور تنہا سارا قرآن کیسے بنالیتے ہیں۔ جس کی مثل پر انسان قادر نہ ہو' وہ خدائی چیز ہے جیسے سورج' چاند' تارے وغیرہ۔ تو اس ہی دلیل سے تم نے قرآن کا کلام اللہ ہونا جان لیا ہوتا۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے بعد کوئی نبی کوئی کتاب آنے والی نہیں کیونکہ قرآن صرف تصدیق کرتا ہے کسی نبی کی بشارت نہیں دیتا۔ پچھلوں کی تصدیق ہوتی ہے اور آئندہ کی بشارت ۱۳۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں لوح محفوظ کی پوری تفصیل ہے اور لوح محفوظ میں سارے علوم ہیں اور سارا

اَفْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

اسے بنالیا ہے ۱؎ تم فرماؤ تو اس جیسی ایک سورۃ لے آؤ ۲؎ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا

سب کو بلا لاؤ ۳؎ اگر تم سچے ہو بلکہ اسے جھٹلایا جس

لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ

کے علم پر قابو نہ پایا ۴؎ اور ابھی انہوں نے اس کا انجام نہیں دیکھا ۵؎ ایسے

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہی ان سے اگلوں نے جھٹلایا تھا تو دیکھو ظالموں کا کیسا انجام

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا

ہوا ۶؎ اور ان میں کوئی اس پر ایمان لاتا ہے اور ان میں کوئی اس پر

يُؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَاِنْ كَذَّبُوْكَ

ایمان نہیں لاتا ہے ۷؎ اور تمہارا رب مفسدوں کو خوب جانتا ہے ۸؎ اور اگر وہ تمہیں جھٹلائیں

فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِيْٓئُوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ

تو فرما دو کہ میرے لئے میری کرنی ۹؎ اور تمہارے لئے تمہاری کرنی تمہیں میرے

وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُوْنَ

کام سے علاقہ نہیں اور مجھے تمہارے کام سے تعلق نہیں ۱۰؎ اور ان میں کوئی وہ ہیں جو

اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾

تمہاری طرف کان لگاتے ہیں ۱۱؎ تو کیا تم بہروں کو سنا دو گے اگرچہ انہیں عقل نہ ہو ۱۲؎

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِى الْعُمْىَ وَلَوْ كَانُوْا

اور ان میں کوئی تمہاری طرف تکتا ہے ۱۳؎ کیا تم اندھوں کو راہ دکھا دو گے اگرچہ وہ

لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْــًٔا وَّلٰكِنَّ

نہ سوجھیں ۱۴؎ بے شک اللہ لوگوں پر کچھ ظلم نہیں کرتا ۱۵؎ ہاں لوگ ہی

قرآن حضور کے علم میں' لہٰذا حضور کو رب نے سارے علوم بخشے ۱۴۔ اب جو اس آیت میں شک کرے کہ قرآن میں سارے علوم ہیں وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اور جو اس میں شک کرے کہ حضور کو قرآن کا پورا علم ہے وہ اس آیت کا منکر ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ قرآن پاک کی عبارت' اس کی ترتیب' اعراب' سب کچھ رب کی طرف سے ہیں۔ جو ترتیب سے انکار کرے وہ اس آیت کا منکر ہے

۱۔ کفار مکہ قرآن کریم کے متعلق کبھی کہتے تھے کہ حضور نے خود بنالیا کبھی کہتے کہ انہیں کوئی سکھا جاتا ہے۔ کبھی کہتے تھے کہ شعر ہے۔ کبھی کہتے جادو ہے۔ مختلف آیات میں ان کی مختلف بکواس کی تردید کی گئی ہے۔ یہاں ان کے پہلے اتہام کی تردید ہے۔ ۲۔ یعنی چھوٹی سی سورت جو قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ کے برابر ہو جیسا کہ سورت کی تنکیر سے معلوم ہوتا ہے' ثابت ہوا کہ قرآن بے مثل ہے

' ایسے ہی قرآن والے محبوب بے مثل ہیں' بلکہ ان کی ازواج مطہرات بھی بے مثل ہیں۔ رب فرماتا ہے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اگر کفار نے ایک آیت بھی اس کی مثل بنائی ہوتی تو آج تک اسے شائع کرتے معلوم ہوا کہ نہ بنی' نہ بن سکتی ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ خدائی مصنوع اور انسانی مصنوع میں فرق یہ ہے کہ جس کی مثل انسان سے بن سکے وہ انسانی چیز ہے ورنہ خدائی مصنوع ہے۔ بجلی و گیس انسانی چیزیں ہیں جگنو خدائی مصنوع ہے' دوسرے یہ کہ ماسوا اللہ کو مدد کے لئے بلانا جائز ہے ۴۔ یا تو اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ کفار نے قرآن کا بے سوچے سمجھے انکار کردیا محض اندھی تقلید میں' یا یہ مطلب ہے کہ ایسی کتاب اعظم کا انکار کیا جس کے علوم و حکمتوں کو عقل انسانی نہیں گھیر سکتی۔ ۵۔ یعنی قرآن کریم فصاحت و بلاغت میں بھی معجزہ ہے اور غیبی خبریں دینے میں بھی۔ ان بدنصیبوں نے قرآنی خبروں کے وقوع کا انتظار تو کیا ہوتا۔ ۶۔ ایسے ہی انکا انجام بھی ہوگا یا ہونا چاہیے' اور اس سے معلوم ہوا کہ قیاس برحق ہے۔ یعنی علت مشترکہ کی وجہ سے حکم مشترک کرنا۔ جو قیاس کا انکار کرے اور وہ ان آیات کا منکر ہے ۷۔ اس میں غیبی خبر ہے کہ موجودہ مکہ والے نہ تو سارے ایمان لائیں گے نہ سارے ایمان سے محروم رہیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی مفید چیز سے بھی تمام لوگ فائدہ نہیں اٹھاتے۔ سورج سے چمگادڑ اور بارش سے شور زمین فائدہ نہیں اٹھاتی ۸۔ یعنی قرآن کے منکرین' بعض غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بعض حسد و عناد میں' پہلوں کو ہدایت مل سکے گی۔ دوسروں کو نہیں کیونکہ یہ مفسدین ہیں ۹۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضور کی نیکیاں ہم گنہگار مسلمانوں کا بیڑا پار کردیں گی۔ حضور کی نیکیاں کفار کے کام نہ آئیں گی کیونکہ اس مضمون کو تکذیب پر معلق کیا گیا۔ حضور نے اپنی امت کی طرف سے قربانی کی اور ہماری شفاعت فرمائیں گے ۱۰۔ معلوم ہوا کہ نبی

النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ۱ اور جس دن انہیں اٹھائے گا گویا دنیا

يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَهُمْ ؕ قَدْ

میں نہ رہے تھے ۲ مگر اس دن کی ایک گھڑی ۳ آپس میں پہچان کریں گے ۴ کہ

خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۴۵﴾

پورے گھاٹے میں رہے وہ جنہوں نے اللہ سے ملنے کو جھٹلایا اور ہدایت پر نہ تھے ۵

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا

اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ ۶ اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں ۷ یا تمہیں پہلے ہی اپنے

مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلِكُلِّ

پاس بلالیں ۸ بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے ۹ پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں

اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

پر ۱۰ اور ہر امت میں ایک رسول ہوا ۱۱ جب ان کا رسول ان کے پاس آتا ان پر انصاف کا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

فیصلہ کردیا جاتا ۱۲ اور ان پر ظلم نہیں ہوتا اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا ۱۳ اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ

سچے ہو ۱۴ تم فرماؤ میں اپنی جان کے برے بھلے کا (ذاتی) اختیار نہیں رکھتا مگر جو

اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ

اللہ چاہے ۱۵ ہر گروہ کا ایک وعدہ ہے ۱۶ جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی

سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ

نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں ۱۷ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو اگر اس کا عذاب تم پر

بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾

رات کو آئے یا دن کو ۱۸ تو اس میں وہ کونسی چیز ہے کہ مجرموں کو جس کی جلدی ہے ۱۹

(بقیہ صفحہ ۳۳۹) کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان سے بری نہیں بلکہ انشاء اللہ اس کی نیکیاں قبول کرانے گناہ بخشوانے کے ذمہ دار ہیں رب فرماتا ہے۔ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ تمہارے گناہ ان کے ذمہ ہیں۔ تفسیر روح البیان میں اس آیت کی یہ بھی ایک قراۃ بیان فرمائی اور یہ معنی کئے دیکھو روح البیان زیر آیت لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ یا یہ مطلب ہے کہ اے کافرو! میرے اعمال سے تم کو فائدہ نہیں اور تمہارے اعمال سے مجھے نقصان نہیں۔ مسلمان حضور کے اعمال سے فائدہ اٹھائیں گے ۱۱۔ یعنی تمہارا کلام خوب غور سے سنتے ہیں مگر قبول کرنے کے لئے نہیں بلکہ عیب نکالنے کی نیت سے اور مذاق اڑانے کے لئے اس سے معلوم ہوا کہ وہی سننا فائدہ مند ہوتا ہے جو ماننے کی نیت سے سنا جائے حضور کو دیکھنا صحابی بنا دیتا ہے مگر ہر دیکھنا نہیں' جو محبت و ایمان سے ہو' ماں باپ اور عالم دین کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے مگر وہ دیکھنا جو محبت سے ہو ۱۲۔ اس آخری عبارت سے معلوم ہوا کہ یہاں بہروں سے مراد دل کے بہرے ہیں یعنی کفار' ورنہ کان کے بہرے کبھی عاقل بھی ہوتے ہیں۔ ۱۳۔ یعنی صرف دماغ والی آنکھوں سے' دل کی آنکھوں سے نہیں جس سے صحابی بن جائے۔ جو حضور کو محمد بن عبداللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ محروم ازلی ہے اور جو محمد رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے دیکھے وہ جنتی ہے اس لئے ان دیکھنے والوں کو اللہ نے اندھا فرمایا یعنی دل کے اندھے جنہیں ہدایت نہ نصیب ہو سکے۔ ۱۴۔ معلوم ہوا کہ جمال مصطفوی کو دیکھنے والی نگاہ اور ہوتی ہے جس سے یہ اندھے ہیں وہی نگاہ انسان کو صحابی بناتی ہے' ورنہ ابو جہل نے حضور کو دیکھا مگر صحابی نہ بنا کیونکہ اس نے اس نگاہ سے نہ دیکھا جو نبی کو دیکھنے کی ہے' ہم ماں کو اور نظر سے دیکھتے ہیں' بہن کو اور نظر سے' بیوی کو اور نظر سے' ایسے ہی حضور کو اور نظر سے دیکھو ۱۵۔ اس لئے اس نے ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے اور ان پر وحی اتاری تا کہ جسمانی پرورش کی طرح روحانی پرورش بھی فرمادے

۱۔ کہ کفر کرکے اپنے نفس کو دوزخ کا مستحق کرلیتے ہیں' اپنے پر ظلم کرنے والا' دوسروں پر ظلم کرنے والوں سے زیادہ ظالم ہے کیونکہ اپنے نفس کا حق ہم پر سب سے زیادہ ہے ۲۔ اس ترجمہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اس ٹھہرنے سے دنیا میں ٹھہرنا مراد ہے نہ کہ قبر میں رہنا۔ لہٰذا معتزلہ اس سے عذاب قبر کی نفی پر دلیل نہیں پکڑ سکتے۔ دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایک گھڑی ہے ۳۔ نہ کہ رات کی ایک گھڑی' کیونکہ دن کی گھڑیاں ہر شخص کو محسوس ہوتی ہیں' رات کی گھڑیاں محسوس نہیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن اپنی دنیاوی زندگی کا اندازہ صحیح کرے گا۔ مومن ہوش میں ہوگا کافر عقل و حواس کھو چکے ہوں گے ۴۔ قیامت کے حالات مختلف ہوں گے۔ ایک وقت تو ایک دوسرے کو پہچانیں گے دوسرے وقت نہ پہچانیں گے لہٰذا آیات میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ کفار قبور سے اٹھتے وقت ایک دوسرے کو پہچانیں گے' پھر وحشت قیامت میں نہ پہچان سکیں گے ۵۔ کافر اپنی تجارت میں بڑے گھاٹے میں رہا کہ اس نے ایمان بیچ کر کفر اور آخرت بیچ کر دنیا اختیار کی۔ ۶۔ خیال رہے یہاں دکھانے سے مراد اس حیات ظاہری شریف میں دکھانا ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات بھی تمام عالم کو کف دست کی طرح ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ہر ایک کا سلام سنتے اور جواب دیتے ہیں ۷۔ یہاں دکھانے کے مقابلہ میں نہ دکھانا ارشاد نہ فرمایا بلکہ وفات دینا ارشاد ہوا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضور وفات کے بعد دنیا سے بے خبر ہیں۔ ۸۔ مجبوراً موت کے بعد' خیال رہے کہ رب کی طرف اختیاری طور پر رجوع کرنا باعث ثواب ہے' اضطراری رجوع تو کافروں کو بھی ہوگا ۹۔ یہاں وہ امتیں مراد

باقی صـ ۹۶۳ پر

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

تو کیا جب ہو پڑے گا اس وقت اس کا یقین کرو گے کیا اب مانتے ہو پہلے تو اس کی جلدی مچا رہے تھے

ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ

پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشہ عذاب چکھو[۱] تمہیں کچھ اور بدلہ نہ ملے گا

اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؔ قُلْ

مگر وہی جو کماتے تھے[۲] اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ حق ہے[۳] تم فرماؤ

اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؔ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ

ہاں میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے[۵] اور تم کچھ تھکا نہ سکو گے[۶] اور اگر

لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا

ہر ظالم جان[۷] زمین میں جو کچھ ہے سب کی مالک ہوتی ضرور اپنی جان چھڑانے میں دیتی

النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

اور دل میں چپکے چپکے پشیمان ہوئے[۸] جب عذاب دیکھا اور ان میں انصاف سے فیصلہ کر

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

دیا گیا[۹] اور ان پر ظلم نہ ہوگا سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے

وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

اور زمین میں[۱۰] سن لو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے[۱۱] مگر ان میں اکثر کو خبر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

نہیں اور وہ جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کی طرف پھرو گے[۱۲]

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ

اے لوگو[۱۳] تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں

لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

کی صحت[۱۴] اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے[۱۵]

۱۔ یعنی عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں ہوتا۔ یونس علیہ السلام کی قوم علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آئی تھی اس لئے ان کی توبہ قبول ہو گئی اور فرعون کی نہ ہوئی ۲۔ کفار سے یہ فرمایا جانا حشر میں ہوگا نہ کہ قبر میں کیونکہ قبر کا عذاب دائمی نہیں اس لئے یہاں ثم فرمایا گیا۔ لہٰذا اس آیت سے یہ دلیل پکڑنی کہ عذاب قبر کی کوئی حقیقت نہیں غلط ہے ۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ کفار کو قیامت میں نیکیاں نہ کرنے اور گناہ کرنے کا بھی عذاب ہو گا جیسا کہ تَكْسِبُوْنَ سے معلوم ہوا کیونکہ کفار عذاب کے لحاظ سے اعمال کے مکلف ہیں‘ رب فرماتا ہے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ دوسرے یہ کہ کفار کے چھوٹے بچوں کو عذاب نہ ہو گا کیونکہ الا سے معلوم ہوا کہ عذاب صرف بد عملی یا کفر سے ہو گا ۴۔ یعنی عذاب دنیا یا عذاب آخرت جس کا آپ ہم سے وعدہ فرماتے ہیں۔ یہ سوال مذاق کے طور پر تھا ۵۔ اس آیت سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بزرگوں سے مذاق کے طور پر باتیں پوچھنا کفار کا طریقہ ہے کیونکہ ان کفار کا یہ سوال پوچھنے کے لئے نہ تھا۔ دوسرے یہ کہ ایسے بے ہودہ سوالات کے جوابات دینا بھی سنت نبی ہے کیونکہ یہ بھی تبلیغ ہی ہے۔ تیسرے یہ کہ جواب سوال سے زیادہ دینا بہتر ہے جبکہ اس میں نفع ہو۔ ۶۔ رب کے عذاب سے بچنے کی تدبیر صرف اس کی اطاعت ہے‘ وہاں زور و زر کام نہیں آتا‘ زاری کام آتی ہے۔ ۷۔ ظالم سے مراد کافر و مشرک ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے ۸۔ یہ ایک وقت ہو گا اور دوسرے وقت وہ لوگ اپنی پشیمانی ظاہر کر دیں گے لہٰذا آیات میں تعارض نہیں۔ رب فرماتا ہے يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۹۔ خیال رہے کہ قانون کے مطابق فیصلہ فرمانا انصاف ہے‘ کفر و شرک کی سزا دائمی عذاب قانون ربانی کے مطابق ہے لہٰذا یہ عین انصاف ہوا۔ اس لئے آیت پر اعتراض نہیں کہ چند سال کے کفر کی سزا دائمی عذاب ظلم ہے‘ معاذ اللہ ۱۰۔ لہٰذا کافر کسی چیز کا مالک نہ ہو گا دنیا میں بھی ان کی ملکیت ظاہری ہے۔ رب کی چیزوں کے مالک اس کے پیارے بندے ہیں اور ہوں گے۔ ۱۱۔ معلوم ہوا کہ رب کے وعدوں میں جھوٹ کا امکان بھی ماننا جاہلوں کا کام ہے۔ رب کے سارے وعدے یقیناً سچے ہیں جن کا خلاف ہونا محال بالذات ہے ۱۲۔ اے کافرو بعد موت جبراً رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ مومن تو دنیا میں بھی رب کی طرف راغب تھا۔ نیز مومن جبراً لے جایا نہیں جاتا وہ تو خوشی خوشی یہ کہتا ہوا جاتا ہے ع۔ یار خنداں رود بجانب یار ۱۳۔ ہر زمانے کے اور ہر زمین کے لوگو! کیونکہ قرآن کریم تمام کے لئے آیا جیسے سورج کی روشنی پہلی کتابیں چراغ تھیں قرآن کریم سورج ہے ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن دلی بیماریوں کی شفا ہے رب فرماتا ہے شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لہٰذا قرآن سے دم درود‘ تعویذ کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم جیسے روحانی بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ اگر کسی کو الو‘ گدھا کہہ دیا جائے تو وہ غصہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ جب جانوروں کے نام میں یہ تاثیر ہے تو رب کے نام میں بھی دفع مرض کا اثر ضرور ہے ۱۵۔ یہاں قرآن کریم کی چار صفات مذکور ہیں چونکہ ان صفات سے فائدہ صرف مسلمان ہی اٹھاتے ہیں اس لئے انہی کا ذکر فرمایا گیا۔ ورنہ قرآن کریم تو سارے عالم کے لئے ہدایت و شفا ہے

ا۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ کا فضل حضور ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم۔ رب فرماتا ہے۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۲۔ معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے نزول کے مہینے یعنی رمضان میں اور حضور کی ولادت کے مہینے یعنی ربیع الاول میں خوشی منانا عبادات کرنا بہتر ہے' کیونکہ رب کی رحمت ملنے پر خوشی کرنی چاہیے اور حضور تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں' یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے ۳۔ یعنی یہ خوشی منانا دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے کیونکہ یہ خوشی عبادت ہے جسکا ثواب بے حساب ہے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی حلال چیزوں کو حرام سمجھنا بھی

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت ۱ اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں ۲ وہ

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

ان کی سب دھن دولت سے بہتر ہے ۳ تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے

لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ

تمہارے لئے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام اور حلال ٹھہرالیا ۴ تم فرماؤ

آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ

کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو ۵ اور کیا گمان

الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

ہے ان کا جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا ۶

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

بیشک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے ۷ مگر اکثر لوگ

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ

شکر نہیں کرتے ۸ اور تم کسی کام میں ہو ۹ اور اس کی طرف سے کچھ

مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ

قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں

شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ

جب تم اس کو شروع کرتے ہو ۱۰ اور تمہارے رب سے ذرہ بھر کوئی

مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَاۤ

چیز غائب نہیں زمین میں نہ آسمان میں اور نہ اس سے

اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾

چھوٹی ۱۱ اور نہ اس سے بڑی کوئی چیز نہیں جو ایک روشن کتاب میں نہ ہو ۱۲

بھی گمراہی ہے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنا بھی گمراہی ہے۔ لہٰذا محفل میلاد شریف و بزرگوں کی فاتحہ وغیرہ کو بلا دلیل شرعی حرام سمجھ لینا بے دینی ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو اللہ نے فرمایا کہ یہ لوگ رب تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ۵۔ کفار' بحیرہ' سائبہ' وصیلہ وغیرہ بتوں پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو حرام سمجھتے تھے ان پر عتاب فرمانے کے لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ یہ جانور حلال ہیں' انہیں حرام جاننا اللہ پر بہتان باندھنا ہے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ غیر خدا کے نام پر پالا ہوا یا چھوڑا ہوا جانور حرام نہیں اگر اللہ کے نام پر ذبح کر دیا جاوے اور ذابح مسلمان ہو تو حلال ہے۔ دوسرے یہ کہ محفل میلاد شریف' گیارہویں شریف اور ایصال ثواب کے کھانے حرام نہیں۔ انہیں حرام کہنے والے اللہ پر افترا باندھتے ہیں۔ اللہ کے نام کی برکت سے حلال چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ تیسرے یہ کہ بھوک ہڑتال کرنی حرام ہے کہ اس میں اللہ کے حلال رزق کو اپنے پر حرام کرلینا ہے اور اگر اس سے مرگیا تو حرام موت مرے گا۔ چوتھے یہ کہ کھیل کود' تماشہ' سود' فوٹو وغیرہ کو حلال کرنے کی کوشش کرنے والے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں' جسے رب نے حرام کر دیا۔ ہم حلال کرنے والے کون ہیں۔ ۶۔ اس سے موجودہ وہابی عبرت پکڑیں جو جوئے' شراب' سینما پر ناراض نہیں ہوتے۔ اگر ناراض ہوتے ہیں تو حضور کے ذکر خیر یا ایصال ثواب پر ۷۔ کہ ان میں انبیاء کرام۔ اولیاء اللہ' علماء پیدا فرما کر انہیں حلال و حرام سے واقف فرما دیا۔ ۸۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ احسان اللہ نے انسانوں پر فرمایا کہ انہیں عقل بخشی۔ ان میں اولیاء' انبیاء بھیجے دوسرے یہ کہ تمام مخلوق سے زیادہ ناشکر انسان ہے کہ انسان کے سوا کوئی مخلوق کافر نہیں کسی مخلوق میں بد عملی نہیں بجز جنات۔ تیسرے یہ کہ ہمیشہ شاکرین تھوڑے اور ناشکرے زیادہ ہوتے ہیں ۹۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن' ہر حال

ع ۱۱

میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم میں ہیں' رب فرماتا ہے۔ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا اور فرماتا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۱۰۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن بہتر عمل ہے کیونکہ اسے خصوصیت سے بیان فرمایا ورنہ عمل میں تو یہ بھی آگیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر انسان خیال رکھے کہ مجھے رب دیکھ رہا ہے تو کبھی گناہ کی ہمت نہ کرے ۱۱۔ تین آیات یاد رکھو۔ ایک یہ کہ ہر چھوٹی بڑی چیز لوح محفوظ میں ہے' دوسرے یہ کہ ساری لوح محفوظ تفصیل وار قرآن شریف میں ہے' رب فرماتا ہے تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ تیسرے یہ کہ سارا قرآن اور قرآنی علوم حضور کے علم میں ہیں' رب فرماتا ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ لہٰذا سارے علوم حضور کو حاصل ہیں ۱۲۔ تمام علوم لوح محفوظ میں اس لئے لکھ دیئے گئے کہ لوح محفوظ ملاحظہ فرمانے والوں کو ان سب کی اطلاع ہو۔ ورنہ رب کو اپنے بھولنے کا اندیشہ نہ تھا۔ اسی لئے لوح کو مبین فرمایا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۳۴۲) یعنی رب کے مقبول بندوں پر روشن یا ان پر علوم غیبیہ ظاہر کرنے والی

۱۔ اللہ کے مقبول بندے اولیاء اللہ کہلاتے ہیں اور اس کے مردود اولیاء من دون اللہ' رب فرماتا ہے اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ان مقبولوں میں بعض تو تقوٰی طہارت وغیرہ سے مقبول ہو جاتے ہیں یہ ولایت کسبی ہے۔ بعض مادرزاد ولی ہوتے ہیں یہ ولایت عطائی دیکھو بی بی مریم مادرزاد ولیہ تھیں۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے ہی مسجود ملائکہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہ کرم سے ولی بن جاتے ہیں' اسے ولایت وہبی کہتے ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے جادوگر کہ "آنا" فانا" مومن صحابی شہید ہوئے۔ یا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر ؎ نہ کچھ خوف ہے ؎ نہ کچھ غم ؎

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی

وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں ؎ انہیں خوشخبری ہے دنیا

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ

کی زندگی میں ؎ اور آخرت میں ؎ اللہ کی باتیں بدل نہیں

اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۴﴾ وَ لَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

سکتیں ؎ یہی بڑی کامیابی ہے ؎ اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو ؎

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ

بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے وہی سنتا جانتا ہے سن لو بے شک

لِلّٰهِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَتَّبِعُ

اللہ ہی کے ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ؎ اور کاہے کے پیچھے

الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ

جا رہے ہیں ؎ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں وہ تو پیچھے نہیں جاتے

اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ

مگر گمان کے ؎ اور وہ تو نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ؎ وہی ہے جس نے تمہارے لئے

لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ

رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ ؎ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا بے شک اس میں

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ

نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے ؎ بولے اللہ نے اپنے لئے

وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِیُّ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی

اولاد بنائی ؎ پاکی اس کو وہی بے نیاز ہے ؎ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

حبیب نجار جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں "آنا" فانا" ولی ہو گئے یہ آیت تینوں قسم کے ولیوں کو شامل ہے' جہاں ولی کی برائی ارشاد ہوئی وہ ولی من دون اللہ ہیں ۲۔ ولی دو قسم کے ہیں' ولی تشریعی' ولی تکوینی' ولی تشریعی ہر نیک مسلمان ہے جسے قرب الٰہی حاصل ہو۔ تکوینی ولی وہ ہے جسے عالم میں تصرف کا اختیار دیا گیا ہو' ولی تشریعی تو ہر چالیس متقی مسلمانوں میں ایک ہوتا ہے' اور ولی تکوینی کی جماعت مخصوص ہے' غوث قطب' ابدال وغیرہ اس جماعت کے افراد ہیں۔ یہ تمام قیامت کے ڈر و رنج سے یا دنیا کے مضر خوف و غم سے محفوظ ہیں ۳۔ جتنا انہیں موقعہ ملے' خیال رہے کہ بعض لوگ متقی ہو کر ولی بنتے ہیں اور بعض حضرات ولی ہو کر متقی ہوتے ہیں۔ یہاں پہلی قسم کا ذکر ہے لہٰذا آیت پر اعتراض نہیں کہ حضرت مریم نے زکریا علیہ السلام کے پاس پہنچ کر ۴ سال کی عمر میں تقوٰی اختیار نہ کیا تھا مگر ولی تھیں۔ اور آدم علیہ السلام پیدائش سے پہلے متقی نہ بنے تھے مگر خلیفۃ اللہ تھے ۴۔ اس طرح کہ خلق کے منہ سے خود بخود نکلتا ہے کہ یہ ولی ہے جیسے حضور غوث پاک یا خواجہ اجمیری رضی اللہ عنہم' یہ ولی کی بڑی علامت ہے مقبولیت فی الخلق قبول خالق کی علامت ہے ۵۔ اس طرح کہ وفات کے وقت اور قبر سے اٹھتے وقت فرشتے ان کی ولایت کی گواہی دیں گے اور صاحب قبر کی کامیابی پر بشارت' قبروں سے اٹھتے وقت جنت کا مژدہ اور رضا الٰہی کی خوشخبری سنائیں گے ۶۔ لہٰذا اولیاء اللہ کے جو مراتب مقرر فرمائے گئے اور ان سے جو وعدے کئے گئے سب برحق ہیں' اللہ کی شان ہے کہ اولیاء اللہ کا ذکر گیارہویں پارے دسویں سورۃ کے گیارہویں رکوع میں ہے' رب تعالیٰ کو گیارہویں بڑی پسند ہے ۷۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ دین حق وہ ہے جس میں اولیاء ہوں دوسرے یہ کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ مخلوق کے منہ سے اس کو ولی کہلایا جائے لہم البشریٰ کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ لوگ اسے ولی اور جنتی کہیں۔ تیسرے کہ نبوت تو حضور پر ختم ہو گئی مگر ولایت قیامت تک رہے گی۔ اولیاء اللہ آتے رہیں گے کیونکہ ان کا آنا اسلام کی حقانیت کی زندہ دلیل ہے جس شاخ پر پھل پھول لگیں اس کی جڑ زندہ ہوتی ہے اور اس شاخ کا تعلق جڑ سے قائم ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ اولیاء اللہ کو شرعی احکام پر عمل کرنے میں کسی مخلوق کا خوف مانع نہیں ہوتا ۸۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم' کیونکہ سورج کو سیاہ کہ دینے سے سورج سیاہ نہیں ہو جاتا بلکہ سیاہ کہنے والا سیاہ رو ہوتا ہے۔ ۹۔ معلوم ہوا کہ رب کی سلطنت غیر محدود ہے لہٰذا حضور کی رسالت غیر محدود۔ وزیر اعظم کی وزارت سلطنت کی تمام حدود میں ہوتی ہے۔ حضور مملکت الٰہیہ کے وزیر اعظم کی مثل ہیں۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ کسی کو وزیر بنانے سے پاک ہے رب کا وزیر کوئی نہیں مملکت کے وزراء ہیں ۱۰۔ یعنی ان مشرکین کے پاس شرک کی کونسی دلیل ہے کوئی نہیں جیسا کہ آگے بیان ہو رہا ہے ۱۱۔ ان کے پنڈت وغیرہ

(بقیہ ۳۴۳) اپنے گمان کی اور ان کے ماننے والے اپنے بڑوں کے گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقائد میں ظن و قیاس کافی نہیں' کتاب و سنت درکار ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ وحی کے مقابل قیاس کرنا کفار کا طریقہ ہے۔ اس قسم کا قیاس کرنے والا سب سے پہلا شیطان ہے کہ اس نے رب کے حکم کے مقابل قیاس کیا ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رات دن کی پیدائش انسانوں کے لئے ہے دوسری مخلوق انسان کی طفیل ان سے فائدہ اٹھا رہی ہے بلکہ سارا عالم انسان کی خاطر بنا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا انسانوں میں بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم اصلی مقصود عالم ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رات میں آرام اور دن میں کام کرنا چاہیے۔ رات کو بلاوجہ جاگنا ٹھیک نہیں ۱۴۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ رات کو بلا ضرورت نہ جاگو۔ اول رات میں سو جاؤ' آخر رات میں تہجد کے لئے جاگنا سنت ہے۔ جسم کا آرام سونے میں ہے۔ تہجد میں روح کا چین لِتَسْكُنُوا دونوں کو شامل ہے ۱۵۔ معلوم ہوا کہ وہ کان سننے والے ہیں جو رب کی آیات سنیں۔ جو کان آیات الٰہیہ نہ سنیں' اور چیزیں سنیں' وہ درحقیقت بہرے ہیں کہ اپنے مقصود کو پورا نہیں کرتے ۱۶۔ اس طرح کہ مشرکین فرشتوں کو رب کی بیٹیاں عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو رب کا بیٹا کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اولاد باپ کی مثل ہوتی ہے۔ خدا کی مثل اور برابر کسی کو ماننا شرک ہے خیال رہے کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین شرکیہ عقیدے میں قریبا یکساں ہیں۔ مگر چونکہ یہود و نصاریٰ کسی پیغمبر کو بھی مانتے ہیں اس کی برکت سے ان کے احکام مشرکین سے ہلکے ہو گئے کہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہوا اور اہل کتاب کا ان کو لقب ملا ۱۷۔ نہ اسے فنا ہے نہ کسی کا خوف اور اولاد یا تو نسل قائم رکھنے کے لئے ہوتی ہے یا مخالف کے مقابل میں قوت بازو بننے کے لئے

الْأَرْضِ ۚ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَٰذَا ۚ أَتَقُولُونَ

ہے اور جو کچھ زمین میں ۱ تمہارے پاس اس کی کوئی بھی سند نہیں کیا اللہ پر وہ

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ

بات بتاتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ۲ تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے

عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا

ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا ۳ دنیا میں کچھ برت لینا ہے

ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ

پھر انہیں ہماری طرف واپس آنا پھر ہم انہیں سخت عذاب چکھائیں گے

بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ

بدلہ ان کے کفر کا ۴ اور انہیں نوح کی خبر پڑھ کر سناؤ ۵ جب اس

لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي

نے اپنی قوم سے کہا ۶ اے میری قوم اگر تم پر شاق گزرا ہے میرا کھڑا ہونا اور اللہ کی

بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَ

نشانیاں یاد دلانا ۷ تو میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۸ تو مل کر کام کرو اور

شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا

اپنے جھوٹے معبودوں سمیت اپنا کام پکا کرلو تمہارے کام میں تم پر کچھ گنجلک نہ رہے ۹ پھر

إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم

جو ہو سکے میرا کرلو اور مجھے مہلت نہ دو ۱۰ پھر اگر تم منہ پھیرو تو میں تم سے کچھ اجرت

مِّنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ

نہیں مانگتا ۱۱ میرا اجر تو نہیں مگر اللہ پر اور مجھے حکم ہے کہ میں

أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَمَن

مسلمانوں سے ہوں ۱۲ تو انہوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے اسے اور جو اس

۱۔ اس آیت میں کفار کی اس بکواس کے تین رد فرمائے گئے پہلا سبحانہ' سے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے' اس کے لئے اولاد بھی عیب ہے کیونکہ وہ فنا سے پاک ہے دوسرے لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ الخ سے کہ وہ ہر ماسوا کا مالک ہے اور باپ اولاد کا مالک نہیں ہو سکتا۔ تیسرے ان عندکم الخ سے کہ تمہارے پاس اس بکواس کی کوئی دلیل نہیں ۲۔ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات مانو جو پیغمبر کے ذریعے معلوم ہوں کہ وہاں عقل کی رسائی نہیں ۳۔ معلوم ہوا کہ جھوٹا نبی کبھی کامیاب نہیں ہوتا جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اس زمانہ کے دجال قادیانی کا حال ہوا۔ خیال رہے کہ اولاً" تو جھوٹے نبی کے ہاتھ پر کوئی عجیب شے صادر نہیں ہوتی۔ اگر ہو تو اس کے دعویٰ کے خلاف ہوتی ہے جس سے اس کا جھوٹا ہونا اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ اس آیت کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اور جھوٹا کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں سچا نبی نہ ہوتا تو میں کامیاب نہ ہوتا مگر میری کامیابی اور سچے معجزے تم رات دن دیکھ رہے ہو۔ ۴۔ اس آیت میں اس اعتراض کا جواب ہے کہ بہت سے جھوٹے دنیا میں آرام سے دیکھے جاتے ہیں فرمایا گیا کہ یہ عارضی آرام ہے' اس کا اعتبار کوئی نہیں' انجام خراب ہی ہے ۵۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گزشتہ انبیاء کرام کے حالات سے واقف پہلے ہی سے تھے۔ قرآن کریم میں ان واقعات کا ذکر لوگوں کو سنانے کے لئے ہے۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے سچے قصے پڑھنا سننا عبادت ہے تاریخ کا مطالعہ بہتر ہے' خیال رہے کہ نوح علیہ السلام دنیا میں چوتھے نبی ہیں' آپ کا نام یشکر اور لقب نوح ہے کیونکہ آپ خوف الٰہی سے نوحہ و گریہ بہت کرتے تھے آپ آدم ثانی ہیں' آپ کے وقت میں بہن بھائی کا

(بقیہ صفحہ ۳۴۴) نکاح حرام ہوا۔ ۶۔ جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو اپنی قوم کہنا جائز ہے' اس لفظ سے ان کو اپنی طرف مائل کرنا ہے۔ خیال رہے کہ لفظ قوم' ہم پیشہ ہم وطن ہم زبان اور اپنی برادری سب پر بولا جاتا ہے ۷۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ فرمایا۔ ورنہ وہ قوم آپ کو سخت سے سخت ایذا تو دیتی ہی تھی۔ ۸۔ لہٰذا میں تمہاری ایذا رسانی کے سبب حق کی تبلیغ نہ چھوڑوں گا۔ معلوم ہوا کہ ایک استقامت ہزارہا کرامت سے افضل ہے۔ ۹۔ اس طرح کہ مجھے مٹانے کی تمام تدبیریں کر لو تا کہ بعد کو نہ پچھتاؤ کہ فلاں ایذا نہ پہنچائی' یا قتل کی فلاں تدبیر نہ کی

مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓىٕفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

کے ساتھ لہ کشتی میں تھے ان کو بچا لیا اور انہیں ہم نے نائب کیا ؏ اور جنہوں نے ہماری

كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾

آیتیں جھٹلائیں ان کو ہم نے ڈبو دیا تو دیکھو ۳ ڈرائے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ

پھر اس کے بعد اور رسول ۴ ہم نے ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو وہ ان کے

بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ

پاس روشن دلیلیں لائے تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے پہلے جھٹلا

قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ

چکے تھے ۵ ہم یونہی مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر ۶ پھر

بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

ان کے بعد ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرعون اور اس کے درباریوں

مَلَاۡىٕهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۷۵﴾

کی طرف اپنی نشانیاں دے کر بھیجا ۷ تو انہوں نے تکبر کیا ۸ اور وہ مجرم لوگ تھے

فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ

تو جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق آیا بولے یہ تو ضرور کھلا جادو

مُّبِیْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ

ہے ۹ موسیٰ نے کہا کیا حق کی نسبت ایسا کہتے ہو جب وہ تمہارے پاس آیا

اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا

کیا یہ جادو ہے اور جادوگر مراد کو نہیں پہنچتے ۱۰ بولے کیا تم ہمارے پاس

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا

اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس سے پھیر دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۱۱ اور زمین میں

۱۰۔ یہ ہیں لا خوف علیہم کے معنی کہ اکیلے ہیں مگر کسی کا خوف دل میں نہیں۔ اگر قادیانی نبی تو کیا ولی بھی ہوتا تو افغانستان تبلیغ کرنے ضرور جاتا' اور مخلوق کے خوف سے حج سے نہ رکتا۔ خیال رہے کہ خوف دو طرح کا ہے۔ ایک نفرت والا دوسرا اطاعت والا۔ جیسے سانپ سے خوف اور بادشاہ سے خوف' اللہ کے پیاروں کو پہلی قسم کا خوف تو مخلوق سے ہوتا ہے' جیسے موسیٰ علیہ السلام کا سانپ سے خوف' دوسری قسم کا خوف نہیں ہوتا ۱۱۔ جس کے فوت ہو جانے کا مجھے افسوس ہو۔ معلوم ہوا کہ بے غرض وعظ بہت اعلیٰ ہے ۱۲۔ یہاں مسلمان لغوی معنی میں ہے یعنی اللہ کے مطیع، رب فرماتا ہے فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ اصطلاحی مسلمان نبی کے امتی کو کہا جاتا ہے خصوصاً" سید الانبیاء کی امت کو' اس معنی سے نبی کو مسلمان نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی کے امتی نہیں ہوتے جیسے اللہ تعالیٰ لغوی معنی سے مؤمن ہے مگر اصطلاحی معنی سے اسے مومن کہنا درست نہیں

۱۔ اس سے اشارۃً معلوم ہوا کہ ان مومنوں کو کشتی نے نہ بچایا بلکہ نوح علیہ السلام کی ہمراہی نے بچایا۔ کشتی تو اس ہمراہی کا ظرف تھی۔ خیال رہے کہ نبی کی ہمراہی عقائد و اعمال میں ہونی ضروری ہے ۲۔ یعنی کشتی والوں کو کفار کی ہلاکت کے بعد زمین کا مالک بنایا اور ہلاک شدگان کا وارث قرار دیا' یا نوح علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور ان کے بعد مومنوں کو ان کا خلیفہ بنایا ۳۔ اس کے ظاہری معنی سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی نگاہ گزشتہ اور آئندہ چیزیں ملاحظہ کر لیتی ہے کہ گزشتہ امتوں کا عذاب گزر چکا تھا مگر فرمایا گیا کہ دیکھو، کہیں فرمایا کہ اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ جس سے پتہ لگا کہ آپ نے قوم عاد کا عذاب دیکھا۔ اس طرح حضور نے معراج میں جنتی' دوزخی لوگوں کو ملاحظہ فرمایا' حالانکہ ان کا وہاں داخلہ قیامت کے بعد ہو گا۔ غرضیکہ نبی کی نظر موجود' معدوم' چھپی' غائب' چیزوں کو مشاہدہ فرما لیتی ہے۔ حضور نے ایک بار آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ وہ وقت ہی ہے جب علم دین دنیا سے اٹھ جائے گا۔ حالانکہ یہ وقت قریب قیامت آئے گا۔ مگر فرمایا یہ' معلوم ہوا کہ دیکھ رہے ہیں ۴۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں صرف مومن بچے تھے۔ کافر سب ہلاک ہو گئے تھے۔ مگر ان باقی ماندگان کی اولاد میں شیطانی اغوا سے کفر و شرک پھیل گیا۔ تو ان میں صالح و ہود و ابراہیم علیہم السلام اپنے اپنے وقتوں میں بھیجے گئے۔ خیال رہے کہ ابراہیم علیہ السلام ساتویں نبی ہیں۔ اس طرح کہ اولاً" حضرت آدم' پھر شیث' پھر ادریس' پھر نوح' پھر صالح' پھر ہود علیہم السلام تشریف لائے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام آپ کے بعد سارے پیغمبر آپ ہی کی اولاد ہیں اور ابراہیمی کہلائے ۵۔ یعنی شریعت کے احکام اور پیغمبروں کے ارشادات یعنی جب انہوں نے ایک پیغمبر کا انکار کیا تو پھر بعد میں اور رسولوں کا بھی انکار کرتے ہی رہے۔ کسی کو نہ مانا۔ ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کا دل نبی کی محبت سے خالی ہو تو اس میں کوئی ہدایت اثر نہیں

الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾

تمہیں دونوں کی بڑائی رہے۔ اور ہم تم پر ایمان لانے کے نہیں ۱

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ

اور فرعون بولا ہر جادوگر علم والے کو میرے پاس لے آؤ ۲ پھر جب

السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾

جادوگر آئے ان سے موسیٰ نے کہا ڈالو جو تمہیں ڈالنا ہے ۳

فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ

پھر جب انہوں نے ڈالا موسیٰ نے کہا یہ جو تم لائے یہ جادو ہے ۴ اب

اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

اللہ اسے باطل کر دے گا ۵ اللہ مفسدوں کا کام نہیں بناتا ۶

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

اور اللہ اپنی باتوں سے حق کو حق کر دکھاتا ہے ۷ پڑے برا مانیں مجرم

فَمَاۤ اٰمَنَ لِمُوْسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ

تو موسیٰ پر ایمان نہ لائے مگر اس کی قوم کی اولاد سے کچھ لوگ ۸ فرعون اور

مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ

اس کے درباریوں سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں انہیں ہٹنے پر مجبور نہ کر دیں ۹ اور بیشک فرعون

لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَقَالَ

زمین پر سر اٹھانے والا تھا ۱۰ اور بیشک وہ حد سے گزر گیا ۱۱ اور موسیٰ نے

مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا

کہا ۱۲ اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے تو اسی پر بھروسہ کرو

اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

اگر تم اسلام رکھتے ہو ۱۳ بولے ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ۱۴

ع ۸ / ۱۴

(بقیہ صفحہ ۳۴۵) کرتی' اس پر مہر لگ جاتی ہے ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام سارے مصریوں کے نبی تھے۔ خواہ وہ اسرائیلی ہوں یا قبطی' لہٰذا یہ آیت اس کے خلاف نہیں کہ آپ بنی اسرائیل کے نبی ہیں' اس فرعون کا نام مصعب بن قابوس بن ریان تھا اور اس زمانے میں ہر بادشاہ مصر کا لقب فرعون ہوتا تھا جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانے میں اسے عزیز کہتے تھے اور اب خدیو مصر کہا جاتا ہے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام سلطان اور حضرت ہارون وزیر تھے ۸۔ یعنی چھوٹا تھا مگر بڑا بنا۔ اِسْتِکْبَار کے یہ ہی معنی ہیں اور فرعون و فرعونی پہلے ہی سے عادی مجرم تھے۔ عقائد میں' کافر اعمال میں بڑے ظالم تھے۔ ۹۔ کیونکہ آپ کا معجزہ اس زمانہ کے جادو سے ملتا جلتا نظر آیا۔ وہ جادوگر بھی بانس کو اژدہا بنا کر دکھا دیتے تھے۔ ہر زمانے میں نبی کو اسی قسم کا معجزہ ملا۔ جس کا اس زمانے میں زور تھا ۱۰۔ کیونکہ مدعی نبوت کے ہاتھ پر جادو نہیں کام کرتا۔ اگر کوئی جادو سیکھ کر دعویٰ نبوت کر دے اور پھر جادو کو بجائے معجزہ کے استعمال کرنا چاہے تو جادو یا تو کام کرے گا نہیں' یا الٹا کرے گا۔ یہ قانون قدرت ہے۔ تو اگر میں جادوگر ہوتا اور پھر دعویٰ نبوت کرتا۔ تو میرا معجزہ میری تائید نہ کرتا ۱۱۔ فرعون اور اس کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا اور فرعون کی اطاعت و فرمانبرداری

۱۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پیغمبر پر بدگمانی کفر ہے۔ فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بدگمانی کی کہ آپ مصر کی بادشاہت چاہتے ہیں اور بادشاہت حاصل کرنے کے لئے نبوت کو بہانہ بنا رہے ہیں' جیسے قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کو اپنی و اولاد کی گذر اوقات کا ذریعہ بنایا' کہ فقیر تھا بعد میں چندہ بٹور کر اور بہشتی مقبرہ کی قبریں فروخت کر کے نواب بن گیا۔ اب تک اس کی اولاد اسی جھوٹی نبوت کی آڑ میں شاہانہ زندگی بسر کر رہی ہے' دوسرے یہ کہ نبی پر اعتماد نہ کرنا اور اپنی عقل و علم پر اعتماد کرنا کفر ہے۔ کیونکہ یہ سب لوگ ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی آنکھ پر ایمان تھا نہ کہ نبی کے فرمان پر ۲۔ موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے، مسئلہ، جادوگر سے جادو کرانا' اسے باطل کرنے کے لئے جائز ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ القوا اور نبی کے مقابلے کے لئے جادو کرانا کفر ہے' ویسے ہی کرانا حرام ہے خصوصاً جب کہ اس سے کسی کو ایذا پہنچائی جائے۔ ۳۔ آپ کا یہ فرمان جادو باطل کرنے کے لئے تھا۔ اس میں جادو کی اجازت نہیں بلکہ عملی تبلیغ ہے لہٰذا اب اعتراض نہیں ہو سکتا جیسے رب نے کفار سے فرمایا کہ تم بھی قرآن جیسی سورت بناؤ ۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی پر جادو اور معجزہ مشتبہ نہیں ہوتا۔ وہ معلوم کر لیتے ہیں کہ یہ محض نظر بندی ہے۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جادو معجزے کے مقابل میں بالکل بیکار ہوتا ہے ہاں جادو کا اثر نبی پر ہو سکتا ہے جیسے تلوار اور زہر کا اثر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جادو سے خوف نہ ہوا' شبہ پڑ جانے کا خوف ہوا تھا ۵۔ میرے معجزے کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ رب نے موسیٰ علیہ السلام کو علم غیب بخشا تھا کہ آپ نے اگلے آنے والے واقعہ کی پہلے ہی خبر دے دی۔ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔ ۶ ۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ جادو کرنا فساد ہے اور جادوگر مفسد' دوسرے یہ کہ فساد کے لئے بقا نہیں۔ خیال رہے کہ جادو محض دھوکہ نہیں بلکہ اس کی کچھ حقیقت ہے۔ یہی اہلسنت کا مذہب ہے۔ ۷۔ یعنی اس وعدے کی بنا پر جو اس نے مجھ سے کیا ہے' یا فقط کن فرمانے سے ہی حق غالب اور باطل مغلوب ہو جاتا ہے ۸۔ یعنی اولاً" صرف تھوڑے اسرائیلی ہی ایمان لائے' فرعون کی ہیبت کی وجہ سے ہزارہا

(بقیہ صفحہ ۳۴۶) جادوگروں اور باقی اسرائیلی لوگوں کا ایمان لانا بعد میں ہوا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ فرعون کی قوم کے تھوڑے آدمی ایمان لائے' یا یہ مطلب ہے کہ بنی اسرائیل کے وہ بچے جو ان کی ماؤں نے قتل کے ڈر سے فرعونی عورتوں کے سپرد کر دیئے تھے' جو تھوڑے تھے وہی ایمان لائے۔ یعنی وہ تھے تو اسرائیلی مگر ان کا شمار فرعونیوں میں تھا۔ (خزائن العرفان) ۹۔ اس طرح کہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جانے پر مجبور کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کے لئے کلمہ پڑھنا شرط ہے۔ صرف دل میں ایمان رکھنا' زبان سے خاموش رہنا مومن ہونے کے لئے کافی نہیں' دیکھو جو لوگ فرعون کے خوف سے ایمان کا اعلان نہ کر سکے ان کے متعلق رب نے فرمایا ماامن یہ لوگ ایمان نہ لائے ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفسانی خواہش کے لئے سربلند ہونا طریقہ کفار ہے اور دینی سربلندی کی کوشش کرنا سنت انبیاء ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ پہلی سربلندی سرکشی ہے اور دوسری سربلندی تبلیغ دین۔ ۱۱۔ کہ بندہ ہو کر بندگی کی حد سے گزرنے کی کوشش کرنے لگا اور الوہیت کا مدعی ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ حد میں رہنا اللہ کی بڑی نعمت ہے' پانی حد سے بڑھ کر طوفان بن جاتا ہے' آدمی حد سے بڑھ کر شیطان ۱۲۔ آپ کا یہ فرمانا ان لوگوں سے ہے جو ایمان لا چکے تھے' اس میں اشارۃً اگلی پیش آنے والی مصیبتوں کی خبر ہے کہ تم پر مصائب آئیں گے۔ صبر کرنا ۱۳۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ایمان و اسلام ایک ہی ہے دوسرے یہ کہ کمال ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ رب پر پورا توکل رکھے۔ خیال رہے کہ یہاں توکل سے مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی سے خوف نہ کیا جائے ۱۴۔ اب ہمارا قدم پیچھے نہ ہٹے گا۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے اخلاص کا اعلان کرنا خصوصاً نبی کی بارگاہ میں ظاہر کرنا ریا نہیں بلکہ کمال ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا

الٰہی ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا ۱

بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى

اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے ۲ اور ہم نے موسیٰ

مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا

اور اس کے بھائی کو وحی بھیجی کہ مصر میں اپنی قوم کیلئے مکانات بناؤ

وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ

اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ کرو ۳ اور نماز قائم رکھو ۴ اور مسلمانوں کو

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ

خوشخبری سناؤ ۵ اور موسیٰ نے عرض کی اے رب ہمارے تو نے فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

اس کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دیئے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے رب ہمارے اسلئے کہ تیری راہ سے بہکادیں ۶ اے رب ہمارے ان کے مال برباد کردے

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا

اور ان کے دل سخت کردے ۷ کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۸۸﴾ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا

عذاب نہ دیکھ لیں ۸ فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی تو ثابت

فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

قدم رہو ۹ اور نادانوں کی راہ نہ چلو

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے ۱۰ تو فرعون اور اسکے لشکر نے

۱۔ یعنی انہیں ہم پر غلبہ نہ دے جس سے وہ سمجھیں کہ وہ حق پر ہیں اور ہم باطل پر' اس دھوکہ سے وہ باطل پر اور زیادہ جم جائیں ۲۔ اس طرح کہ ہم ان کے ظلم سے' ان کے فریب سے' ان کا منہ دیکھنے سے بچیں' وہ ہلاک ہو جائیں۔ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ رہنے سہنے کے گھروں میں گھریلو مسجد بنانا' جسے مسجد بیت کہا جاتا ہے' سنت انبیاء ہے کہ مسلمان گھر کا کوئی حصہ پاک و صاف رکھیں' نماز کے لئے' اس میں عورت اعتکاف کرے' یہ بھی معلوم ہوا کہ گھروں میں کچھ نماز پڑھنی چاہیے۔ فرض مسجد میں ہوں' سنت نفل گھر میں ۴۔ گھروں میں چھپ کر' کیونکہ اس وقت ان لوگوں کو علانیہ نماز پڑھنے کی طاقت نہ تھی۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس کی پوری بحث ہماری تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۵۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ گھر بنانا بھی سنت انبیاء اور عبادت ہے۔ بشرطیکہ فخر کے لئے نہ ہو' ضرورت پوری کرنے کے لئے ہو دوسرے یہ کہ گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنی سنت ہے۔ تیسرے یہ کہ خوف کے وقت چھپ کر گھروں میں نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ بنی اسرائیل اس زمانہ میں ایسے ہی نماز پڑھتے تھے۔ خیال رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کعبہ معظمہ ہی تھا۔ اس رخ پر انہیں گھر بنانے کا حکم دیا گیا تھا۔ چوتھے یہ کہ مصیبت کے وقت خوشخبریاں دینا سنت پیغمبر ہے۔ پانچویں یہ کہ دین موسوی میں نماز فرض تھی۔ اس وقت زکوٰۃ کا حکم اس لئے نہ دیا گیا کہ بنی اسرائیل غریب و مساکین تھے۔ جب ان کے پاس مال آیا تو پھر ان پر مال کا چوتھائی حصہ زکوٰۃ نکالنی فرض ہوئی ۶۔ اس سے معلوم ہوا کہ غافل کے لئے مال غفلت کا باعث ہے۔ خیال رہے کہ یہ

وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ

ان کا پیچھا کیا سرکشی اور ظلم سے۔ یہاں تک کہ جب اسے ڈوبتے نے آ لیا

قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ

بولا میں ایمان لایا کہ کوئی سچا معبود نہیں سوا اس کے جس پر بنی

بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۹۰﴾ آٰلْـٰٔنَ وَ

اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں کیا اب

قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْیَوْمَ

اور پہلے سے نافرمان رہا اور تو فسادی تھا آج ہم

نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ

تیری لاش کو اترا دیں گے کہ تو اپنے پچھلوں کے لئے نشانی ہو اور بیشک

كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ

لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں اور بے شک ہم

بَوَّاْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ

نے بنی اسرائیل کو عزت کی جگہ دی اور انہیں ستھری

مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ

روزی عطا کی تو اختلاف میں نہ پڑے مگر علم آنے کے بعد

اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا

بیشک تمہارا رب قیامت کے دن ان میں فیصلہ کردے گا جس بات میں

فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ

جھگڑتے تھے اور اے سننے والے اگر تجھے کچھ شبہ ہو اس میں جو ہم نے تیری طرف

اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ

اتارا تو ان سے پوچھ دیکھ جو تجھ سے پہلے کتاب پڑھنے والے ہیں

(بقیہ ۳۴۷) لام انجام کا ہے' ورنہ رب نے یہ مال بد معاشی کے لئے نہ دیا تھا۔ شکر کے لئے دیا تھا مگر اس بدنصیب کے لئے فساد کا باعث بنا۔ انجام خراب ہوا۔ ۷۔ یعنی فرعونیوں کے مال کا انجام گمراہ گری ہے۔ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو ایمان سے روکتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دلوں میں کبھی کسی کے مال کا لالچ پیدا نہیں ہوتا۔ ۸۔ اس طرح کہ ان کے دلوں میں ایمان قبول کرنے کی گنجائش نہ رہے جسے مہر لگ جانا کہا جاتا ہے معلوم ہوا کہ دل کی سختی بڑا عذاب ہے' اس سے اللہ بچائے اس کی علامت یہ ہے کہ آنکھ سے آنسو نہ بہے' دل اچھوں کی طرف مائل نہ ہو ۹۔ چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا کہ فرعونیوں کے درہم' دینار پھل اور کھانے کی چیزیں پتھر ہو گئیں۔ انہیں ایمان کی توفیق نہ ملی اور ڈوبتے وقت ایمان لائے مگر قبول نہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کی زبان' کن کی کنجی ہوتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کے کافر رہنے کی دعا کرنا کفر نہیں ۱۰۔ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی ہارون علیہ السلام نے آمین کہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ آمین دعا ہے اور دعا آہستہ کرنی بہتر ہے' رب فرماتا ہے اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً اسی لئے نماز میں آمین آہستہ کہنی چاہیے۔ اس دعا کے چالیس برس بعد فرعون کے مال برباد ہوئے اور وہ ہلاک ہوا ۱۱۔ یعنی تبلیغ کئے جاؤ مومنوں کو احکام کی' اور فرعونیوں کو ایمان کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کافر کے ایمان کی امید نہ ہو' اسے بھی تبلیغ کی جائے۔ ۱۲۔ جو دعا کی قبولیت میں جلدی کرتے ہیں' دیر کی حکمت نہیں جانتے' کبھی تاخیر دعا سے دعا مانگنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں ۱۳۔ دریا سے مراد بحر قلزم ہے' اور اس نکالنے میں حکمت یہ تھی کہ خاص مصر شہر پر عذاب نہ آئے کہ پیغمبر کی بستی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا کام رب کا کام ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام لے گئے تھے۔ مگر رب نے فرمایا کہ ہم لے گئے اس لئے ان پر اعتراض رب پر اعتراض ہے

ع ۹ ۱۴

۱۔ اس طرح کہ جب فرعونی لوگ صبح کو جاگے تو دیکھا کہ کوئی اسرائیلی ان کی خدمت کے لئے نہ آیا پھر اسرائیلیوں کا محلہ دیکھا تو خالی پایا کیونکہ یہ سب حضرات راتوں رات مصر سے جا چکے تھے تو فرعونی تیز سواریوں پر سوار ہو کر بنی اسرائیلیوں کے نشانات پر چل پڑے۔ بظاہر یہ پکڑنے جا رہے تھے مگر حقیقتاً رب کی پکڑ میں جا رہے تھے ۲۔ اس طرح کہ پانی ان کے منہ تک آگیا اور لگام کی طرح لگ گیا (روح البیان) ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دین وہ اختیار کرو جو نیک بندوں کا ہو' توحید وہی معتبر ہے جو صالحین کی مانی اور بتائی ہوئی ہو۔ یہ حضرات دلیل توحید اور راہ حق کی پہچان ہیں ۴۔ فرعون نے تین طرح اپنے ایمان کا اقرار و اعلان کیا۔ اٰمَنْتُ اٰمَنَتْ بِهٖ الخ سے وَّاَنَا الخ مگر قبول نہ ہوا۔ کیونکہ عذاب' یا ملائکہ عذاب دیکھ کر ایمان لانا معتبر نہیں ۵۔ اس طرح کہ نہ خود ایمان لایا نہ دوسروں کو لانے دیا۔ عصیتؔ میں اس کے ایمان نہ لانے کا ذکر ہے اور مفسدین میں ایمان نہ لانے دینے کا۔ خزائن العرفان میں ہے کہ ایک دفعہ جبریل علیہ السلام فرعون کے پاس تحریری سوال لائے کہ تیرا کیا حکم ہے اس غلام کے بارے میں جو اپنے مولا کی نعمتوں میں پرورش پائے' پھر اس سے سرتابی کر کے خود مولا ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے۔ اس نے جواب لکھا کہ میرا حکم ہے کہ اس کو بحر قلزم میں ڈبو دیا جائے۔ جب خود ڈوبنے لگا تو حضرت جبریل نے وہی تحریر دکھا دی اور فرمایا کہ شور نہ مچا تو خود ہی یہ سزا تجویز کر چکا ہے۔ ۶۔ روح البیان نے فرمایا کہ یہ کلام حضرت جبریل کا ہے جو فرعون کی ہلاکت کے بعد آپ نے فرمایا۔ معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں اور ان سے کلام کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے حضور نے ابوجہل وغیرہ

لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

بے شک تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے حق آیا ا تو تو ہرگز شک

الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

والوں میں نہ ہو ۲ اور ہرگز ان میں نہ ہونا ۳ جنہوں نے اللہ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

آیتیں جھٹلائیں کہ تو خسارے والوں میں ہو جائے گا ۔بیشک وہ جن پر

حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ

تیرے رب کی بات ٹھیک پڑ چکی ہے ۴ ایمان نہ لائیں گے اگرچہ سب

جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۹۷﴾

نشانیاں ان کے پاس آئیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ۵

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا

تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی ۶ کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا ہاں

قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

یونس کی قوم ۷ جب ایمان لائے ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی

فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ

میں ہٹا دیا ۸ اور ایک وقت تک انہیں برتنے دیا ۹ اور اگر

شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا

تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ۱۰

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں ۱۱

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ

اور کسی جان کی قدرت نہیں کہ ایمان لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ۱۲

(بقیہ ۳۴۸) سے ان کی ہلاکت کے بعد خطاب فرمایا۔ حضرت صالح و شعیب علیہما السلام نے اپنی عذاب یافتہ قوم کی لاشوں سے خطاب فرمائے ہیں اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب علم القرآن میں ملاحظہ کرو۔ اور خلفک سے مراد یا تو وہ بنی اسرائیل ہیں جو پار لگ چکے تھے یا آئندہ آنے والی نسلیں چنانچہ سنا گیا کہ اب تک کسی عجائب خانہ میں فرعون کی لاش رکھی ہے' جسے دیکھ کر لوگ عبرت پکڑتے ہیں ۷۔ اس طرح کہ ان واقعات کو سن کر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔ معلوم ہوا کہ گزشتہ عذاب والی قوموں کے حالات پڑھنے' سننے' سنانے' ان سے عبرت حاصل کرنی عبادت ہے۔ ۸۔ کہ انہیں مصر اور فرعون کی چیزوں کا مالک بنا دیا۔ انہیں شام 'القدس' اردن' کی سرسبز و شاداب زمینوں میں آباد کیا ۹۔ تیہ کے میدان میں من و سلویٰ اور شام کے علاقہ میں لذیذ اور حلال پھل۔ مگر ان سے شکریہ ادا نہ ہوا۔ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس علم کے ساتھ معرفت نہ ہو وہ علم رب کا عذاب ہے اور حجاب' رب فرماتا ہے وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ اور جو علم معرفت الٰہی کا ذریعہ ہو' وہ رحمت ہے' رب فرماتا ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۱۱۔ یہاں فیصلہ سے مراد عملی فیصلہ ہے کیونکہ قولی فیصلہ قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں ہو چکا ہے' وہاں فیصلہ اس طرح ہو گا کہ نیکوں کو جنت اور بدوں کو دوزخ عطا ہو گی ۱۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے' آیت کا مقصد یہ ہے کہ اے سننے والو! اگر تمہیں ان قصوں میں کچھ تردد ہو تو علماء یہود سے پوچھ لو' وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ پھر پتہ لگا لو کہ حضور سچے رسول ہیں کیونکہ آپ تاریخ پڑھے بغیر ایسی غیبی اور سچی خبریں دے رہے ہیں' ان آیات میں حضور سے خطاب نہیں ہو سکتا۔ ۱۳۔ ان کتاب پڑھنے والوں سے مراد عبداللہ بن سلام جیسے علماء یہود ہیں جو حضور پر ایمان لا چکے تھے رضی اللہ عنہم ورنہ یہودی علماء تو کبھی حضور کی تصدیق کرنے پر تیار نہ تھے

۱۔ حق سے مراد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن کریم' یا دین اسلام ۲۔ یعنی شک کرنا تو بہت دور ہے شک والی جماعت سے بھی نہ ہونا یعنی اپنی شکل و صورت اور طریقہ گفتگو بھی کفار کی سی نہ بناؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی شکل و صورت سے بھی انسان کو نفرت چاہیے ۳۔ نہ عقیدۃً نہ جماعۃً' یعنی نہ تو اللہ کی آیتیں جھٹلاؤ' نہ جھٹلانے والوں کی حمایت کرو نہ ان کی مجلس میں جاؤ نہ ان کے وعظ سنو' نہ ان کی کتابیں شوق سے دیکھو' غرض کہ کسی طرح ان کے سے نہ بنو' ورنہ عذاب میں گرفتار ہو گے ۴۔ جن کے متعلق لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ یہ کفر پر مریں گے یا اس وقت ایمان لائیں گے جب کہ ایمان فائدہ نہ دے گا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کفر میں مجبور ہو جاویں ۵۔ یا نزع کا عذاب' یا قبر کا' یا حشر کا' اس وقت یہ ایمان لائیں گے۔ مگر وہ ایمان قبول نہ ہو گا کیونکہ وقت کے بعد ہے۔ ۶۔ ان بستیوں میں سے جو ہلاک کی گئیں' ۷۔ آپ یونس بن متی ہیں متی آپ کی والدہ کا نام ہے۔ آپ کی قوم مقام نینوا میں دجلہ کے کنارے موصل کے قریب آباد تھی۔ آپ نے بہت عرصہ پہلے انہیں تبلیغ کی' وہ ایمان نہ لائے آپ نے ان کے لئے بددعا کی۔ حکم الٰہی آیا' انہیں اطلاع دے دو کہ تین دن بعد عذاب آئے گا۔ آپ انہیں یہ خبر دے کر خود پہاڑوں میں جا چھپے۔ جب عذاب کی علامت سیاہ بادل نمودار ہوئے تو یہ سب لوگ آپ کی تلاش میں نکلے نہ پانے پر بارگاہ الٰہی میں عاجزی کی۔ مرد عورتیں جنگلوں میں نکل گئے۔ سچی توبہ کی اور ایک دوسرے کے دبائے ہوئے مال واپس کئے ان کی دعا قبول ہوئی اور عذاب دفع ہوا۔ تلاش نبی نے انہیں بچالیا۔ ۸۔ قوم یونس سے عذاب دور ہونا' یا تو ان کی خصوصیات میں سے

(بقیہ صفحہ ۳۴۹) ہے' معلوم ہوا کہ قانون کچھ اور ہے اور قدرت کچھ اور۔ یا اس لئے تھا کہ وہ لوگ عذاب کی علامات دیکھ کر نزول عذاب سے پہلے ہی ایمان لے آئے ۹۔ یعنی جو عمریں ان کی تھیں' اتنا انہیں زندہ رکھا۔ اس واقعہ سے پتہ لگا کہ عمریں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں اور تقدیر میں تبدیلی ہوتی ہے۔ دیکھو اس قوم کی نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کرنے والا عذاب نمودار ہوگیا۔ قریب تھا کہ زندگی ختم ہو جائے اور پھر توبہ کی وجہ سے عذاب دور ہوگیا اور عرصہ تک یہ لوگ زندہ رہے۔ ۱۰۔ یعنی آپ چاہتے ہیں کہ سب ہی ایمان لے آویں مگر یہ حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ کفار رب کی صفت اضلال کے مظہر ہیں۔ دوزخ بھی بھرنا ضروری ہے۔ خیال رہے کہ

يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٠٠﴾ قُلِ
اور عذاب ان پر ڈالتا ہے جنہیں عقل نہیں تم فرماؤ

انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِي
دیکھو آسمانوں اور زمین میں کیا ہے لہ اور آیتیں اور

الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠١﴾ فَهَلْ
رسول انہیں کچھ نہیں دیتے جن کے نصیب میں ایمان نہیں تو انہیں کا ہے

يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ
کا انتظار ہے لہ مگر انہیں لوگوں کے سے دنوں کا جو ان سے پہلے ہو

قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
گزرے لہ تم فرماؤ تو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ

الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
انتظار میں ہوں پھر ہم اپنے رسولوں اور ایمان والوں کو نجات دیں

Page-350.bmp

كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٣﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا
گے بات یہی ہے ہمارے ذمہ کرم پر حق ہے مسلمانوں کو نجات دینا لہ تم فرماؤ اے

النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ
لوگو اگر تم میرے دین کی طرف سے کسی شبہ میں ہو تو میں تو اسے نہ

اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
پوجوں گا جسے تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ہاں اس اللہ کو

اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖۚ وَاُمِرْتُ اَنْ
پوجتا ہوں جو تمہاری جان نکالے گا اور مجھے حکم ہے کہ

اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ
ایمان والوں میں ہوں لہ اور یہ کہ اپنا منہ دین کے لئے

مشیت یعنی ارادہ اور محبت میں بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار کا کفر چاہتا ہے مگر اسے پسند نہیں کرتا۔ کفر سے راضی ہونا برا ہے مگر کافر کے کفر کا ارادہ کرنا حکمت ہے۔ کافر اور کفر صدہا عبادات کا ذریعہ ہیں۔ اگر کفر نہ ہو تو جہاد شہادت' غنیمت' تبلیغ سب کچھ بند ہو جاویں ۱۱۔ معلوم ہوا کہ کسی کو جبراً" مسلمان بنانا درست نہیں رب فرماتا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ حضور نے چاند چیر دیا۔ ڈوبا سورج واپس کر لیا مگر ابوجہل کا دل چیر کر اس میں ایمان نہ بھرا کیونکہ اضطراری ایمان قبول نہیں ۱۲۔ جب اللہ چاہتا ہے تو بندہ اپنے اختیار سے ایمان قبول کرتا ہے۔ اپنے چاہنے کی وجہ سے وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور جب اللہ ہدایت کا ارادہ نہ کرے تو بندہ اپنی رغبت سے کفر پر رہتا ہے' اس رغبت کا عذاب پاتا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ بندہ کی رغبت بھی مشیت الٰہی میں داخل ہے

۱۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم ریاضی و ہیئت اعلیٰ علوم ہیں۔ اس سے رب کی قدرت کا پتہ چلتا ہے۔ ۲۔ گویا یہ لوگ گزشتہ امتوں کی طرح عذاب الٰہی کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ کلام بطور تمثیل ہے ورنہ کفار مکہ نہ اپنے کو عذاب کا مستحق جانتے تھے اور نہ عذاب کے انتظار میں تھے۔ اس قسم کے محاورے عرب میں بھی رائج تھے اور ہمارے ہاں بھی ہیں ۳۔ ایام سے مراد عذاب کا زمانہ ہے اور پہلوں سے مراد قوم نوح' قوم لوط و ثمود وغیرہ ہیں۔ اس سے قیاس کا ثبوت ہوتا ہے کہ چونکہ ان کی بدمعاشیاں ان قوموں کی طرح ہیں' لہٰذا ان کی طرح ہی عذاب کے مستحق ہیں ۴۔ اس لئے کہ جب کسی قوم پر عذاب آتا ہے تو وہاں سے پیغمبر اور ان کے ساتھی نکال لئے جاتے ہیں جیسے لوط و صالح و ہود علیہم السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں محفوظ کر لیا گیا۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ مومنوں کو شر کفار سے بچائے گا یا انہیں فتح دے کر یا موت عطا فرما کر۔ موت مومن کا تحفہ ہے لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں

ع ۱۵

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنا دین چھپانا نہیں چاہیے۔ تقیہ کرنا منافقوں کا کام ہے۔ سب سے پہلے تقیہ ابلیس نے کیا کہ آدم علیہ السلام کے پاس دوست بن کر پہنچا حالانکہ دشمن تھا۔ رب فرماتا ہے۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ رب نے اپنے محبوب اور ان کے غلاموں کو حکم دیا کہ اپنے عقائد کا پوری طرح اعلان کر دو۔ بلکہ چاہیے یہ کہ مومن کا ایمان اس کے چہرے' لباس سے ظاہر ہو' کفار کی سی شکل بنانا بھی گویا عملی تقیہ ہے تقیہ کے تین رکن ہیں۔ ایمان چھپانا کفر ظاہر کرنا' دھوکہ کے لئے کرنا سخت ضرورت کے وقت جان بچانے کے لئے کفر بول دینا ایسا ہی ہے جیسے ضرورت پر مردار کھا لینا۔ ۶۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے' ایک یہ کہ اللہ کے پیاروں کے کام اللہ کے کام ہوتے ہیں' جان نکالنا ملک الموت کا کام ہے مگر فرمایا گیا کہ اللہ موت دیتا ہے' دوسرے یہ کہ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنے کو مومنوں کی

لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ۚ وَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۰۵﴾

سیدھا رکھ سب سے الگ ہو کر اور ہرگز شرک والوں میں نہ ہونا ل

وَلَا تَدۡعُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنۡفَعُکَ وَلَا

اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ

یَضُرُّکَ ۚ فَاِنۡ فَعَلۡتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾

بُرا پھر اگر ایسا کرے تو اس وقت تو ظالموں سے ہوگا ٢

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا

اور اگر تجھے اللہ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں

ہُوَ ۚ وَاِنۡ یُّرِدۡکَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِہٖ ؕ یُصِیۡبُ

اس کے سوا ٣ اور اگر تیرا بھلا چاہے تو اس کے فضل کا رد کرنیوالا کوئی نہیں ٤

بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۱۰۷﴾

اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جسے چاہے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ۚ

تم فرماؤ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا ٥

فَمَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَمَنۡ

تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا ٦ اور جو

ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَیۡکُمۡ

بہکا وہ اپنے برے کو بہکا ٧ اور کچھ میں کڑوڑا

بِوَکِیۡلٍ ﴿۱۰۸﴾ؕ وَاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ وَاصۡبِرۡ حَتّٰی

نہیں ٨ اور اس پر چلو جو تم پر وحی ہوتی ہے ٩ اور صبر کرو یہاں تک

یَحۡکُمَ اللّٰہُ ۚۖ وَہُوَ خَیۡرُ الۡحٰکِمِیۡنَ ﴿۱۰۹﴾

کہ اللہ حکم فرمائے ١٠ اور وہ سب سے بہتر حکم فرمانے والا ہے

ع ١٦

(بقیہ صفحہ ٣٥٠) جماعت میں رکھے' عقائد و اعمال میں ان کے خلاف راہ اختیار نہ کرے' اکیلی بھیڑ کو بھیڑیا پھاڑتا ہے

ا۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مومن کے لئے ضروری ہے کہ تمام بد عقیدگیوں سے پاک و صاف ہو' دوسرے یہ کہ شرک کرنا تو کیا اپنے کو مشرکین میں سے نہ بنائے شکل و صورت اعمال و لباس میں ان سے الگ ہو ٢۔ اس آیت میں پوجنے کی ممانعت ہے' نہ کہ پکارنے یا مدد لینے سے کیونکہ دوسری آیات میں پکارنے کا بھی حکم ہے۔ رب فرماتا ہے اُدۡعُوۡہُمۡ لِاٰبَآئِہِمۡ اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا۔ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ اگرچہ پتھروں لکڑیوں میں نفع و نقصان ہیں مگر وہ نفع و نقصان جو الوہیت کا مدار ہے' وہ کسی مخلوق میں نہیں یعنی بالذات مشکلیں حل کرنا' فریاد سننا وغیرہ۔ اسی کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ ٣۔ لہٰذا بیماروں کا طبیبوں کے پاس جانا' مظلوموں کا حاکموں کی کچہری میں پہنچنا' اس خیال سے نہیں کہ یہ اللہ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں کو ٹال دیں گے۔ بلکہ اس خیال سے ہوتا ہے کہ ان کے سبب و ذریعہ سے اللہ مصیبت ٹال دے گا جیسا کہ پیاسے کا کنوئیں پر جانا' بھوکے کا مالداروں کے پاس جانا' اس طرح گنہگار کا نبی ولی کے دروازوں پر حاضری دینا ہے کہ مغفرت کا ذریعہ ہے نہ شرک ہے' نہ کفر ٤۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ الٰہی کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ ہاں نیک اعمال اور بزرگوں کی دعا سے خود رب تعالیٰ تبدیل فرما دیتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تواب ہے یعنی توبہ کرنے والے سے ارادہ عذاب سے رجوع فرمانے والا۔ آدم علیہ السلام کی دعا سے حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر بجائے ساٹھ برس کے سو برس ہو گئی ٥۔ حق سے مراد حضور ہیں' دوسری جگہ حضور کو برہان یعنی دلیل تیسری جگہ حضور کو نور فرمایا گیا۔ حضور یہ سب کچھ ہیں۔ حضور کے حق ہونے کے یا یہ معنی ہیں کہ حق کے بھیجے ہوئے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ ان کے قول و فعل حق ہیں جیسے آم کے درخت سے جامن پیدا نہیں ہو سکتا ایسے ہی حضور سے باطل سرزد نہیں ہو سکتا۔ یا حق کے یہ معنی ہیں کہ حضور ایمان ہیں' ان کا مقابل شرک و کفر ہے' یا یہ معنی ہیں کہ حضور کے مقابل کو فنا ہے' اور حضور کو حضور کے دین کو بقا ہے کیونکہ حضور فنا فی اللہ کے درجہ میں ہیں' یا حق سے مراد قرآن کریم ہے کہ اس کی ہر ہر بات حق ہے یا اس سے مراد اسلام ہے کہ اس کے عقائد اعمال حق ہیں۔ ٦۔ کہ ہدایت کا فائدہ اسے ضرور پہنچے گا۔ اگرچہ اولاد کی ہدایت سے ماں باپ کو بھی ثواب ملتا ہے لیکن خود وہ محروم نہیں ہوتا۔ لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ تمہاری ہدایت نہ قبول کرنے سے ہمارے محبوب کا کوئی نقصان نہیں' ہدایت قبول کرنے نہ کرنے کا نفع و نقصان خود تمہارے لئے ہے ٧۔ کیونکہ گمراہی کی سزا گمراہ کو ضرور ملتی ہے' اگرچہ گمراہ کرنے والے اور لاپرواہ ماں باپ پر بھی وبال پڑتا ہے' رب فرماتا ہے۔ قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَاَہۡلِیۡکُمۡ نَارًا ٨۔ اس سے معلوم ہوا کہ لوگ گمراہ رہیں تو حضور پر اس کی ذمہ داری نہیں' نہ حضور سے اس بارے میں سوال ہوگا۔ رب فرماتا ہے۔ وَلَا تُسۡـَٔلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ لہٰذا ہم حضور کے حاجت مند ہیں' حضور کو ہماری حاجت' ضرورت نہیں لہٰذا یہ آیت کریمہ حضور کی نعت شریف ہے کیونکہ اس میں حضور کی بے نیازی کا ذکر ہے ٩۔ خواہ وحی حقیقی جیسے قرآن و حدیث یا وحی حکمی جیسے حضور کے اجتہادات۔ اس لئے حضور نے اجتہاد پر خود بھی عمل فرمایا اور مجتہدین کو اس کا حکم دیا' اجتہاد کی پوری بحث ہماری کتاب جاء الحق میں دیکھو۔ لہٰذا اس آیت سے نہ غیر مقلد وہابی دلیل پکڑ سکتے ہیں۔ نہ چکڑالوی ١٠۔ مشرکین سے جہاد کرنے اور اہل کتاب سے جزیہ لینے کا (خزائن العرفان)

(بقیہ صفحہ ۳۵۱) خیال رہے کہ مشرکین عرب سے کسی امام کے نزدیک جزیہ نہیں صرف اہل کتاب سے جزیہ لیا جاوے گا۔ مشرکین عجم میں اختلاف ہے ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان سے جزیہ لیا جاوے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے لئے صرف اسلام یا جنگ ہے۔

۱۔ سورۃ ہود مکیہ ہے سوائے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ اور فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ الخ اور اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ اور اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ کے' اس میں دس رکوع' ایک سو تیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے اور نو ہزار پانچ سو سرسٹھ حروف ہیں (خزائن العرفان) ۲۔ سبحان اللہ نہایت نفیس ترجمہ ہے۔ یعنی احکمت' حکم. بمعنی مضبوط سے مشتق نہیں'

اٰیَاتُهَا ۱۲۳ — سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ ۱۱ — ۵۲ — رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

سورۃ ہود مکیہ ہے اس میں دس رکوع ایک سو تئیس آیتیں اور ایک ہزار چھ سو کلمے ہیں ۱؎

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ہے

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ

یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں ۲؎ پھر تفصیل کی گئیں ۳؎ حکمت والے

خَبِيْرٍ ﴿۱﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

خبردار کی طرف سے ۴؎ کہ بندگی نہ کرو مگر اللہ کی بیشک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر

وَّبَشِيْرٌ ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ

اور خوشی سنانے والا ہوں ۵؎ اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو ۶؎

يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ

تمہیں بہت اچھا برتنا دے گا ایک ٹھہرائے وعدہ تک اور ہر فضیلت

كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

والے کو اس کا فضل پہنچائے گا ۷؎ اور اگر منہ پھیرو تو میں تم پر بڑے دن کے عذاب

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

کا خوف کرتا ہوں ۸؎ تمہیں اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے ۹؎ اور وہ ہر شے پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا

قادر ہے ۱۰؎ سنو وہ اپنے سینے دوہرے کرتے ہیں کہ اللہ سے پردہ کریں

مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ

۱۱؎ سنو جس وقت وہ اپنے کپڑوں سے سارا بدن ڈھانپ لیتے ہیں اس وقت بھی اللہ

وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾

ان کا چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے ۱۲؎ بیشک وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔

بلکہ حکمت سے مشتق ہے کیونکہ قرآن کریم کی تمام آیات اس وقت محکم نہ تھیں بعض منسوخ ہونے والی تھیں مگر ساری آیتیں حکمت سے بھری تھیں۔ جو منسوخ ہوئیں۔ ان کے نسخ میں حکمت ہے اور جو باقی رہیں ان کی بقا میں حکمت ۳۔ یہاں ثم رتبہ کی ترتیب کے لئے ہے نہ کہ زمانے کی۔ یعنی آیات قرآنیہ میں' عقائد' اعمال' قصص وغیرہ تفصیل وار مذکور ہیں ۴۔ یعنی جب کلام والا' علیم' حکیم' خبیر ہے تو کلام میں بھی علم و حکمت غیبی خبریں ہیں کیونکہ کلام کا حال کلام والے کی صفات سے معلوم ہوتا ہے ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور جنت کی خوشخبری دینے والے ہیں نہ کہ کسی نبی کی' آمد کی' اس لئے اسے نذیر کے ساتھ بیان فرمایا ۶۔ گزشتہ سے معافی مانگنا استغفار ہے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ کبھی دونوں ایک ہی معنی میں آتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ و استغفار سے دنیاوی بلائیں ٹلتی ہیں اور راحتیں ملتی ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا ۷۔ یعنی جنت میں بقدر عمل ہر مومن کو درجے عنایت فرمائے گا۔ یا نیکی کی برکت سے آئندہ اور زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے گا۔ ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کو اپنے اور اپنے غلاموں کے متعلق عذاب کا خوف نہیں' حضور کو ان کے مراتب بتا دیئے گئے اور معراج میں دکھا دیئے گئے۔ ہاں حضور کو رب کا خوف یعنی اس کی ہیبت کمال درجے کی ہے۔ یہ خوف ایمان کا رکن ہے۔ ۹۔ سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے مگر مومن کو خوشی سے اور کافر کو مجبوراً" یہاں جبری رجوع مراد ہے اس لئے صرف کفار سے خطاب ہے ۱۰۔ وہ روزی دینے' موت دینے' بعد موت اٹھانے پر قادر ہے۔ شے سے مراد ممکنات ہیں نہ کہ واجب اور ناممکن ۱۱۔ شان نزول۔ یہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی جو استنجا اور مجامعت کے وقت برہنہ ہوتے ہوئے رب سے شرماتے تھے' یا ان منافقوں کے متعلق آئی جو حضور کے سامنے اپنے منہ چھپاتے تھے کہ حضور ہم کو دیکھ نہ لیں۔ مگر اول ظاہر ہے کہ یہ آیت مکی ہے مکہ میں منافق نہ تھے ۱۲۔ لہٰذا رب سے چھپنے کے لئے ستر چھپانے کی کوشش نہ کرو۔ بلکہ حیاء و غیرت کے لئے ستر پوشی کرو۔ خیال رہے کہ تنہائی میں بھی ننگا ہونا منع ہے۔ اس لئے نہیں کہ رب سے چھپا جاوے بلکہ اس لئے کہ اس میں شرم و حیا کا اظہار ہے' رب کا حکم ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک میرے حجرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق دفن تھے' میں بے حجاب اندر چلی جاتی تھی۔ کہ ایک میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم مدفون تھے اور ایک میرے والد۔ مگر جب سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تب سے میں بغیر حجاب اندر نہ گئی۔ کیونکہ حضرت عمر سے حیا کرتے ہوئے' حیا فرمایا' حجاب نہ فرمایا۔ غرض کہ حیا اور ہے حجاب کچھ اور۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر میں مدفون بندے زائرین کو دیکھتے جانتے اور پہچانتے ہیں اور یہ کہ